عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۸ تا ۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۴۴

حضرت ابو مسلم خولانیؒ کی ایمان افروز داستان

اسلام کے کاروباری اخلاق

اسلام اور پاکستان مخالف کتاب

آئی ایم ملالہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

وراثتی مکان کی تقسیم کس طرح کریں؟

محمد رضوان، کراچی

س:...... ہم تین بھائی اور سات بہنیں ہیں۔ والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ والد صاحب کا ایک مکان تھا، جس کی ہم دو بھائیوں نے مزید تعمیر کی۔ تمام بہنوں کی شادیوں کے اخراجات کئے۔ اب تمام بہن بھائی خوش وخرم ہیں۔ والد صاحب کا مکان بیچ کر اور اس میں مزید رقم ملا کر ایک بڑا مکان خرید لیا۔ نیا مکان دو بھائیوں نے مل کر خریدا ہے۔

اب ہماری رہائش بھی اسی مکان میں ہے۔ اس صورت حال میں اگر کوئی بہن بھائی یہ مطالبہ کرے کہ اس مکان میں سے ہمیں بھی حصہ دیا جائے، کیونکہ آپ نے والد صاحب والا مشترکہ مکان بیچ کر یہ خریدا ہے تو کیا ان کا یہ مطالبہ درست ہوگا؟ حالانکہ ہم نے ان کی شادیوں وغیرہ پر تمام اخراجات برداشت کئے۔ اگر اس مکان میں بھی ان کا حصہ بنتا ہے تو تفصیل سے جواب دیں تاکہ ہم شریعت کے مطابق صحیح صحیح تقسیم کرسکیں اور کسی قسم کے اختلافات پیدا نہ ہوں۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں آپ کے والدین کے انتقال کے بعد ان کی تمام جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں سے ایک ایک حصہ مرحوم کی ہر ایک لڑکی کا اور دو دو حصے مرحوم کے ہر ایک لڑکے کے ہوں گے۔

والد کے مکان پر جو آپ لوگوں نے تعمیرات کی مد میں خرچ کیا، جب اس کو فروخت کریں گے تو صرف وہی رقم واپس لینے کے حق دار ہوں گے جو اس کی تعمیر میں لگائی گئی ہے یا دوسرا مکان خریدنے میں شامل کی گئی ہے۔ آپ اپنی اس رقم کو نکالنے کے بعد باقی رقم کو تمام ورثاء میں تیرہ حصے کرکے تقسیم کریں۔ بہنوں کی شادی پر جو خرچ کیا ہے، اگر وہ ان کے شرعی حصے کے برابر تھا اور ان کو بتا کر دیا تھا تو درست ہے اور اگر نہیں بتایا تھا یا ان کے حصے سے کم دیا گیا تھا تو اب ان کا حصہ شریعت کے مطابق پورا کرکے دینا چاہئے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیوی کا نان نفقہ اور بچوں کی کفالت

اُم رضیہ، کراچی

س:...... عورت صاحب نصاب ہے جبکہ اس کا شوہر غریب ہے، اس کے تین بچے ہیں بچوں کی کفالت کس پر ہوگی؟

ج:...... صورت مسؤلہ میں بیوی اور بچوں کی کفالت اور نان نفقہ ہر حال میں مرد کے ذمہ لازم ہے۔ شریعت نے یہ ذمہ داری عورت پر نہیں ڈالی، خواہ وہ کتنی ہی مال دار کیوں نہ ہو۔ مرد اگر یہ ذمہ داری نہیں اٹھاتا بغیر کسی سبب کے تو عورت عدالت کے ذریعے سے بھی یہ حق وصول کرسکتی ہے اور عدالت شوہر کو بیوی بچوں کا خرچ ادا کرنے پر مجبور کرے گی۔ ہاں اگر شوہر کسی عذر کی وجہ سے یا مناسب ذریعہ معاش نہ ہونے کی وجہ سے تنگ دستی کا شکار ہے اور اس کی بیوی صاحب مال ہے تو اس کا اخلاقی فرض بنتا ہے کہ اس مشکل گھڑی میں وہ اس کا ساتھ دے، ایسی صورت میں بیوی کا اپنے شوہر اور بچوں پر خرچ کرنا دوسری جگہ صدقہ کرنے سے بہتر و افضل ہے اور اس عمل کا اسے دوہرا اجر و ثواب ملے گا۔ ایک تو صدقہ کرنے کا اور دوسرا قرابت داری کا۔

س:...... کیا یہ بچے کسی خیراتی ادارے جس میں زکوٰۃ وغیرہ سے بچوں کی فیس وصول کی جاتی ہے، اس میں پڑھا سکتے ہیں؟

ج:...... ایسے خیراتی ادارے جو زکوٰۃ کی رقم کو اس کے مستحقین پر شرعی طریقے سے مالک بنا کر خرچ کرتے ہوں، ان میں مستحقین کو پڑھنا اور تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔☆

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۳۲ ۱۸تا۲۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۰ نومبر ۲۰۱۳ء شمارہ:۴۴

مجلس ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام کے کاروباری اخلاق	۹	ڈاکٹر بشیر احمد رند
اسلام اور پاکستان مخالف کتاب....	۱۲	اشتیاق بیگ
ملالہ اور عمیر قاسم حمزہ والبجانی	۱۴	اوریا مقبول جان
اصول حکمرانی! (۲)	۱۶	مولانا عبداللہ لدھیانوی
حضرت ابومسلم خولانیؒ کی ایمان افروز داستان	۲۱	مفتی ابوعکاشہ
تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر (۳)	۲۲	خطاب مولانا اللہ وسایا مدظلہ
رپورٹ سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر	۲۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی: ۲۲۵روپے، سالانہ: ۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درس حدیث

جہنم کے احوال

اہلِ ایمان کی دوزخ سے رہائی

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص کو اس بات میں شک ہو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد پڑھ لے کہ: بے شک اللہ تعالیٰ کسی کا ایک ذرہ حق بھی نہیں مارتا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۳)

مطلب یہ کہ اگر کسی میں ذرۂ ایمان ہو تو حق تعالیٰ اس کو بھی ضائع نہیں فرمائیں گے، بلکہ اس کی برکت سے اس شخص کو دوزخ سے نجات عطا فرمائیں گے۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: دو آدمی جو دوزخ میں داخل ہوں گے ان کی چیخ و پکار سخت ہوجائے گی، رب تبارک و تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ: ان دونوں کو نکال لو! جب ان کو نکال لیا جائے گا تو حق تعالیٰ شانہٗ ان سے فرمائیں گے کہ: تم کس وجہ سے اس قدر چیخ رہے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ: ہم نے ایسا اس لئے کیا تاکہ آپ ہم پر رحم فرمائیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ فرمائیں گے کہ: میری رحمت تمہارے لئے یہی ہے کہ تم واپس جاکر اپنے آپ کو دوزخ میں وہیں ڈال دو جہاں تم پہلے تھے! چنانچہ وہ دونوں چلے جائیں گے، ان میں سے ایک تو اپنے کو دوزخ میں ڈال دے گا، اللہ تعالیٰ دوزخ کو اس کے حق میں ٹھنڈی اور سلامتی والی بنادیں گے، اور دُوسرا شخص کھڑا رہے گا، اپنے آپ کو دوزخ میں نہیں ڈالے گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس سے فرمائیں گے کہ: تو نے اپنے آپ کو دوزخ میں کیوں نہیں ڈالا کہ جس طرح تیرے رفیق نے کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ: الٰہی! میں (تیری رحمت سے) یہ اُمید رکھتا ہوں کہ جب آپ نے ایک بار مجھے دوزخ سے نکال لیا تو دوبارہ اس میں نہیں ڈالیں گے۔ حق تعالیٰ شانہٗ وعم نوالہٗ فرمائیں گے کہ: جا! تجھ سے تیری اُمید کے موافق معاملہ کیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دونوں کو بیک وقت جنت میں داخل کردیا جائے گا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۴)

حق تعالیٰ شانہٗ کا یہ ارشاد کہ: "میری رحمت تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم اپنے آپ کو دوزخ میں ڈال دو" بطور امتحان و آزمائش کے ہوگا، کبھی رحمت بصورت قہر ہوتی ہے، دیکھنے والوں کو اس سے دھوکا ہوجاتا ہے۔ دُنیا میں جو مصائب و تکالیف بندۂ مؤمن پر آتی ہیں، وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایت و رحمت ہیں، مگر ہم ظاہر بینوں کو اس رحمت و عنایت کا ادراک مشکل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کبھی قہر الٰہی نعمتوں کی صورت میں نازل ہوتا ہے، یہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اِستدراج ہوتا ہے، مگر ظاہر بین ایسے شخص کو موردِ نعمت سمجھتے ہیں۔

ان دو شخصوں میں سے ایک نے تفویض و تسلیم کا راستہ اپنایا، اور حق تعالیٰ شانہٗ نے اپنی قدرت سے اس کے حق میں نار کو گلزار کردیا، دُوسرے نے حق تعالیٰ شانہٗ کی رحمت کا دامن تھاما، اور حق تعالیٰ شانہٗ نے اس سے اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرمایا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اُمت کے کچھ لوگوں کو میری شفاعت پر دوزخ سے نکالا جائے گا، ان کا نام "جہنمی" رکھا جائے گا۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۴)

ان حضرات کا نام "جہنمی" تجویز کیا جانا ان کی تحقیر و تذلیل کے لئے نہیں ہوگا، بلکہ حق تعالیٰ شانہٗ کے احسانِ عظیم کی یاددہانی اور اس پر شکر مزید کے لئے ہوگا، جیسا کہ دُوسری حدیث میں ہے کہ ان کو "عتقاء الرحمٰن" کہا جائے گا، یعنی "رحمٰن کے آزاد کردہ" گویا یہ لوگ اصل مستحق تو جہنم ہی کے تھے، مگر رحمتِ خداوندی نے ان کی دست گیری فرمائی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ان کو دوزخ سے رہائی عطا فرمادی، پس رحمتِ خداوندی کا ان کی طرف متوجہ ہوجانا ان کے لئے سب سے بڑا اعزاز ہوگا۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میں نے جہنم جیسی چیز نہیں دیکھی، جس سے بھاگنے والے سو رہے ہوں، اور نہ جنت جیسی دیکھی، جس کے طالب سو رہے ہوں۔" (ترمذی ج:۲ ص:۸۴)

یہ حدیث سند کے اعتبار سے کمزور ہے، مگر مضمون صحیح ہے، یعنی دوزخ ایسی خوف ناک چیز ہے کہ اگر اس کا منظر ہم پر کھل جائے تو نیند اُڑ جائے، اور جنت ایسی دولتِ عظمیٰ ہے کہ اگر اس کی حقیقت کھل جائے تو اس کے شوق میں راتوں کی نیند حرام ہوجائے، اس لئے جہنم سے بھاگنے والوں اور جنت کا اشتیاق رکھنے والوں کے میٹھی نیند سونے پر جتنے بھی تعجب کا اظہار کیا جائے، کم ہے۔ ☆☆☆

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

محقق عالم دین کی رحلت

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

۲۱رذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۷ر اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار محدث العصر علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کے تلمیذ رشید، دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہیار کے فاضل، مدرسہ خالدؓ بن ولید کے استاذ حدیث، مدرسہ ''معارف اسلامیہ'' رحیم یار خان کے بانی اور متعدد تحقیقی کتب کے مصنف حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ قاصدِ اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالم آخرت کی طرف روانہ ہوگئے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون، إن للّٰہ ما أخذ ولہ ما أعطی وکل شیء عندہٗ بأجل مسمی۔

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ ۱۹۳۴ء میں انڈیا کے مشرقی پنجاب کے راجپوتانہ زون ضلع حصار کے گاؤں بزدلی میں حضرت مولانا محمد موسیٰ رحمہ اللہ کے ہاں تولد ہوئے۔ آپؒ کے والد محترم شیخ الہندؒ حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوریؒ کے شاگرد تھے۔ اُنہیں دستارِ فضیلت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے ہاتھ سے باندھی تھی۔

ناظرہ قرآن کریم اور فارسی کی ابتدائی تعلیم والد صاحب سے حاصل کی اور ساتھ ہی اپنے گھر کے قریب پرائمری اسکول میں تین کلاسوں تک عصری تعلیم حاصل کی۔ گاؤں کے قریب ایک مدرسہ میں دوسال تک درسِ نظامی کی ابتدائی کتابوں کا درس لیا۔ اس کے بعد مدرسہ قاسم العلوم فقیروالی ضلع بہاول نگر اور مدرسہ صادقیہ عباسیہ میں مشکوٰۃ تک کتب پڑھیں۔ دورۂ حدیث شریف کی تعلیم کے حصول کے لئے جامعہ خیر المدارس ملتان کا سفر کیا۔ اسی دوران مولانا احتشام الحق تھانویؒ نے ٹنڈوالہیار میں ''دارالعلوم الاسلامیہ'' کی بنیاد رکھی اور مولانا عبدالرحمن کامل پوریؒ کو شیخ الحدیث کی حیثیت سے وہاں بلالیا تو حضرت کامل پوریؒ کے شاگردوں کا بھی وہاں رجحان ہوگیا، جس میں مولانا موصوفؒ بھی تھے، چنانچہ مولانا موصوفؒ نے ۱۹۵۰ء میں ''دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہیار'' سے سندِ فراغ حاصل کی۔

آپؒ کے اس وقت کے اساتذہ میں حضرت کامل پوریؒ کے علاوہ محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا اشفاق الرحمن کاندھلویؒ، مولانا محمد عبدالرشید نعمانیؒ، مولانا لطف اللہ پشاوریؒ کے اسماء گرامی نمایاں ہیں۔ آپؒ نے قطب وقت امام التفسیر حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہٗ سے دورہ تفسیر بھی پڑھا تھا۔

مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ طالب علمی کے دور سے ہی جماعت اسلامی اور مودودی صاحب سے متاثر تھے، اس کی وجہ آپؒ خود ہی لکھتے ہیں کہ:

''جماعت اسلامی سے میری وابستگی کا سبب میری ابتدائی تعلیم کے استاذ (مولانا فتح الدین) تھے، جن سے میں نے عربی نصاب کا درجہ اولیٰ اور ثانیہ پڑھا تھا۔ وہ دیوبند کے فاضل اور حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد اور مرید تھے۔ استاد ہونے کے علاوہ حضرت مدنیؒ سے تلمذ کا اعزاز میرے لئے ان کے حق وصداقت پر ہونے کی سند تھا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ مودودی صاحب کے عقائد ونظریات وہی ہیں جو علماء دیوبند کے عقائد ونظریات ہیں۔ اردو کے جدید ادبی اسلوب میں مودودی صاحب کی جدید تعبیرات مغالطہ کا سبب

بن رہی ہیں اور یہ مغالطے عنقریب دور ہو جائیں گے۔ مطالعہ کے لئے مجھے چند کتابچے دیئے گئے، جن کی تحریر نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ایک طرف میں مودودی صاحب کی تحریر کو دیکھتا اور پھر استاذ محترم کی سیرت پر نظر ڈالتا تو میں حیران ہوتا کہ مودودی صاحب کی تحریر کیسے باکمال افراد پیدا کرتی ہے۔ لیکن ادھر کبھی دھیان نہ گیا کہ استاذ محترم کی سیرت مودودی صاحب کی تحریر کا ثمرہ نہیں ہے، بلکہ وہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا فیض تلمذ ہے جو مس خام کو کندن بناتا ہے“۔ (سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی نظریات، ص:۱)

محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نوراللہ مرقدہٗ اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے آپ کی نسبت اور تعلق کے اسباب کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں کہ:

”ٹنڈو الہیار میں حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کی خدمت کا بھرپور موقع نصیب ہوا، ان سے نیاز مندانہ تعلقات کی سعادت نصیب ہوئی۔ میں نے حضرتؒ کی خدمت میں اپنی علمی بے مائیگی کا ذکر کیا اور اس کی تلافی کے لئے خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی، حضرتؒ ٹنڈو الہیار سے کراچی تشریف لے جاچکے تھے، مجھے ہدایت فرمائی کہ میں اپنا کام شروع کرنے لگا ہوں، لہٰذا انتظار کریں۔ میں انتظار میں رہا کہ آنے والے شوال میں حضرتؒ کا والا نامہ باعث سعادت مندی ہوا اور پہلی فرصت میں حضرتؒ کی خدمت عالی میں حاضر ہو گیا۔ میرے رفیق اور مخلص ترین دوست مولانا یوسف ایرانی بھی پہنچ گئے تھے، گویا میں اور مولانا یوسف ایرانی ہم دونوں وہ پہلی دو اینٹیں ہیں جو جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی بنیاد میں رکھ دی گئی تھیں۔ اس کے بعد چند طلباء اور آگئے تو ہماری تعداد دس ہو گئی تھی۔ ہمارا درجہ ”تخصص فی العلوم الاسلامیۃ“ تھا، جس کی مدت دو سال تھی۔ درجہ تخصص کی تکمیل کے بعد جب حضرت شیخ بنوریؒ کی خدمت اقدس سے رخصت ہوا تو (حضرت بنوریؒ نے) فرمایا کہ: آئندہ سال آنے کا ارادہ ہو تو میں تدریس کے لئے جگہ رکھوں؟ میں نے عرض کیا: حضرت! میں شوال میں رابطہ کروں گا۔ یہ میری شومی قسمت کی دلیل ہے، جس کا سبب میری نادانی تھی اور یہ نادانی بچپن اور جوانی کی درمیانی منزل میں سرپرستی سے محرومی کا ثمر تھی، ورنہ ۱۹۵۵ء میں جب حضرت شیخ مکرم سید بنوریؒ کی خدمت اقدس سے میں رخصت ہو رہا تھا، اس وقت میری عمر ۲۰ سال تھی، لہٰذا میرے شعور میں اتنی پختگی ہونی چاہیے تھی کہ میں حضرت کے ارشاد گرامی پر بعد مسرت و شادمانی بلا تامل لبیک کہتا اور حضرتؒ کی اس ذرہ نوازی پر فخر کرتا! لیکن نظریاتی نحوست نے گویا شعور فیصلہ ہی سلب کر لیا تھا۔ آج میں اپنی حرمان نصیبی پر جتنے آنسو بہاؤں بے سود ہیں۔

اب پچھتائے کیا ہوت جب چگ گئیں چڑیاں کھیت!“

(سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی نظریات، ص:۲)

مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ نے جماعت اسلامی کو کس طرح پایا؟ وہاں کیسے کام کیا؟ جماعت اسلامی کا ان کے نزدیک کیا تعارف ہے؟ یہ سب کچھ ان کی کتاب ”سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی نظریات“ کے حرف آغاز میں پڑھیے۔ اسی کتاب میں مولانا موصوفؒ جماعت اسلامی چھوڑنے کے اسباب میں لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت بنوریؒ کو ایک خط لکھا، آپؒ نے اس خط کے جواب میں فرمایا:

”اسلامی جماعت والوں کا معاملہ ”خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً“ والا ہے، ان کے غالی مخالفین سے الگ رہنا مناسب ہے، لٹریچر کا مطالعہ کرکے فیصلہ کریں“۔

جماعت اسلامی کی جب بنیاد رکھی گئی تو ابتداءً کئی علماء کرام نے اس وقت اس کا ساتھ دیا اور اس کے بعد جب مودودی صاحب کے افکار اور سوچ ان علماء کرام پر مترشح ہوئی تو انہوں نے اس سے براءت اختیار کرلی، جیسا کہ حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ اور دوسرے علماء حضرات ہیں۔ حضرت نعمانیؒ نے بھی جماعت اسلامی سے اپنی وابستگی کو غلطی جانا اور اس کی تلافی کے لئے ”جماعت اسلامی سے میری رفاقت اور اس کی سرگزشت“ نامی کتاب لکھی۔ حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ اپنے استاذ و شیخ حضرت بنوری نوراللہ مرقدہٗ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

”حضرتؒ نے خود لٹریچر نہیں پڑھا تھا، مودودی صاحب کی کتاب ”سود“ اور ”پردہ“ ان دونوں کتابوں کی تعریف فرماتے تھے۔ حسن ظنی میں بنیاد بھی غالباً یہی دو کتابیں تھیں۔ مودودی صاحب کے ”منصب رسالت نمبر“ سے آپؒ کے حسن ظنی میں اضافہ ہو گیا تھا۔

میں ہر سال زیارت کے لئے حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ایک دفعہ میں حاضر ہوا تو میں نے عرض کیا کہ: حضرت! میں نے مودودی کے نظریہ حدیث پر مقالہ لکھا ہے،”بینات“ کے لئے ارسال کروں؟ حیران ہو کر فرمایا: کیا کہا؟! میں نے عرض کیا: مودودی کے نظریہ حدیث پر مقالہ لکھا ہے۔فرمایا: تو کیا وہ منکر حدیث ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: تو کیا آپ نے منصب رسالت نمبر پڑھا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: عجیب! عجیب! عجیب! فرمایا: پھر وہ اس کا جواب لکھیں گے! میں نے عرض کیا: بڑی اچھی بات ہے، وہ جواب لکھیں۔فرمایا: پھر ایسا کریں کہ اس کے لئے ایک شعبہ قائم کرتا ہوں، جو مودودی کے پورے لٹریچر پر ریسرچ کرے، تاکہ صحیح صورت حال سامنے آسکے، پھر آپ کا یہ مقالہ بھی شامل کرلیں گے۔لیکن حضرتؒ کی مصروفیات اس کی روادار نہ ہوسکیں۔میں ایک مدت بعد دوبارہ حاضر خدمت ہوا اور اب میرے پاس مودودی صاحب کی تصنیف ”مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش سوم“ تھی، جو ۱۹۵۵ء کے بعد منظرِ عام سے ہٹالی گئی تھی، میں نے حضرتؒ کو اس کی کچھ عبارتیں پڑھ کر سنائیں، میں سناتا جاتا تھا اور حضرتؒ کا چہرہ سرخ ہورہا تھا اور کہہ رہے تھے توبہ! توبہ! نعوذ باللّٰہ! لا حول و لا قوۃ إلا باللّٰہ! بہت غلط لکھا ہے! بہت غلط لکھا ہے! پھر مجھ سے فرمایا کہ: یہ کتاب مجھے مہیا کرکے دو! چنانچہ واپس آکر میں نے مذکورہ کتاب کے علاوہ ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ ”مرتد کی سزا اور شاید ”جماعت اسلامی مقصد، تاریخ اور لائحہ عمل“ حضرتؒ کی خدمت میں ارسال کیں، جن میں سے حضرت نے ”قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں“ پر لکھنا شروع کیا تھا۔کاش! حیات مستعار مہلت دیتی! اور اس موضوع پر حضرت مکمل لکھ سکتے! بسا آرزو کہ خاک شدہ! حضرتؒ نے مجھے تعاون کا فرمایا تھا۔میری سب سے پہلی تصنیف ”ابوالاعلیٰ مودودی اور اسلامی نظام“ جو اکابر علماء کے ہاں بے حد مقبول ہوئی تھی، حضرت مفتی ولی حسنؒ نے پڑھی اور اس کی بہت تعریف کی۔حضرت شیخؒ نے فرمایا: میں اس کا عربی میں ترجمہ کراؤں گا، میں حضرتؒ کی خدمت میں قدم بوسی کے لئے گھر سے تیار ہوا، لیکن پتہ چلا کہ حضرتؒ اسلامی مشاورتی کونسل کے اجلاس میں اسلام آباد تشریف لے گئے ہیں، وہیں جنت کا بلاوا آگیا، إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون! اور میری دنیا اندھیر ہوگئی“۔

(سیدابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی نظریات، ص:۱۰،۱۱)

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ زندگی بھر اس بات کے آرزومند رہے کہ کوئی ایسا ادارہ ہو جو فکر مودودی پر مکمل ریسرچ اور تحقیق کرے، تاکہ عوام الناس اور سادہ لوح لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ فکر مودودی مسلک اہل سنت کی حسن تعبیر ہی کا نام ہے یا مسلک اہل سنت سے ہٹ کر دین کی کوئی نئی راہ ہے، اور فرماتے تھے کہ یہ ایک اہم ترین دینی ضرورت ہے۔

آپؒ زندگی بھر تدریس کے ساتھ ساتھ شعبہ تصنیف وتالیف سے بھی منسلک رہے اور آپ کے شاہکار قلم کی نوک سے دسیوں کتابیں منصۂ شہود پر آئیں اور کئی ایسی کتب ہیں جو ابھی تک مسودہ کی شکل میں موجود ہیں اور زیور طبع سے آراستہ ہونے کے لئے تشنہ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو تحریر کا بہت ہی عمدہ ملکہ عطا فرمایا تھا، خصوصاً صحابہ کرامؓ کے دفاع اور ان کی صحیح تاریخ بیان کرنے میں آپ امام مانے جاتے تھے۔آپؒ کے مختلف موضوعات پر تحریر کردہ علمی مضامین ”ماہنامہ بینات“ کی زینت بنتے رہتے تھے، جن کو قارئین بینات کا علمی حلقہ بہت زیادہ پسند کرتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ اکابر علمائے کرام اور جید علمائے دین آپ کی تصنیفات کو بے حد پسند کیا کرتے تھے۔محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا: ”ہم نے مودودی صاحب کو دیکھا تھا، لیکن مودودی صاحب کی اصلیت آپ نے بتائی“۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ نے آپ کی تصنیف ”کیا اسلام ایک تحریک ہے؟“ کے بارے میں فرمایا کہ: ”میں سفر وحضر میں اس کتاب کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہوں“ اور فرماتے تھے کہ: ”جس نے مودودی صاحب کو سمجھنا ہو، وہ اس کتاب کو ضرور پڑھے“۔

قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا مفتی محمود قدس سرہٗ نے فرمایا: ”آپ کی کتاب میری توقعات سے بہت اونچی ہے اور اس میں بے شمار باتیں وہ ہیں جو ہمارے علم ہی میں نہیں ہیں“۔

دورہ حدیث اور تخصص کی تکمیل کے بعد آپ نے دو سال تک رحیم یار خان میں جماعت اسلامی کے ایک اسکول ”تعمیر ملت“ میں پڑھایا۔وہاں کے طرز

تعلیم سے آپ مطمئن نہیں تھے، اس لئے اسکول چھوڑ کر رحیم یار خان میں ’’معارف اسلامیہ‘‘ کے نام سے ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اور آپ وہاں کے مہتمم بنائے گئے۔ بعد میں علمی و تصنیفی مصروفیات کی بنا پر اہتمام کی ذمہ داری دوسرے مولانا صاحب کے سپرد کر کے خود کو تدریس، تبلیغ اور تصنیف کے شعبہ کے لئے فارغ کر دیا۔ آپ کے فیضِ قلم سے وجود میں آنے والی بعض کتب یہ ہیں:

۱:......اصحاب محمدؐ کا مدبرانہ دفاع۔ ۲:......سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ۔ ۳:......سیدنا معاویہؓ اور طائفہ ہادیہ۔ ۴:......امہات المؤمنینؓ پر مودودی کے الزامات۔ ۵:......ظہورِ امام مہدیؓ اور فتنۂ دجال کب اور کیسے؟۔ ۶:......آبشارِ لہو۔ ۷:......حقیقت و اقسام توبہ۔ ۸:......سید ابوالاعلیٰ مودودی کے اسلامی نظریات۔ ۹:......کیا اسلام ایک تحریک ہے؟۔ ۱۰:......تعلیمات اسلامیہ کا ماضی، حال اور مستقبل۔ ان میں سے کئی ایک کتب سینکڑوں صفحات پر محیط ہیں۔

حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ کا جہادِ افغانستان سے بھی خاص تعلق رہا، جس کے بارے میں آپؒ خود لکھتے ہیں کہ:

’’۱۹۸۷ء میں جہادِ افغانستان سے تعلق کی سعادت نصیب ہوئی، جس کے بعد جہادی نغمات لکھنے کی توفیق ہوئی، جو محض جوشِ جذبات کی کارفرمائی کا ثمرہ تھا، ورنہ شاعری سے طبعاً کوئی تعلق نہیں رکھتا اور نہ کبھی کوئی شعر کہنے کی نوبت آئی، لیکن جہاد کے جوش نے جذبات کو ایسا جگایا کہ نغماتِ جہاد کا پورا دیوان وجود میں آ گیا جو آبشارِ لہو کے نام سے طبع ہوا......جہاد سے متعلق مختلف موضوعات پر غیر مطبوعہ مقالات ہیں جو مختلف رسائل میں طبع ہوئے، لیکن باقاعدہ کتابی شکل میں ابھی تک نہیں آئے۔‘‘ (حقیقت واقسام توبہ، ص:۱۵۶)

حضرتؒ تمام دینی جماعتوں کی سرپرستی فرماتے تھے، کسی دینی ہم مسلک جماعت کی مخالفت نہیں کرتے تھے۔ طبعاً بہت زیادہ نرم تھے، آپ کو غصہ بہت کم آتا تھا۔ پوری زندگی میں کبھی کسی کو تھپڑ نہیں مارا، بلکہ یوں کہیں کہ آپؒ کو تھپڑ مارنا آتا ہی نہیں تھا۔

تقریباً ۱۹۹۵ء تک آپؒ رحیم یار خان کی ایک مسجد میں خطیب رہے، اس کے بعد آپ مسجد عمر فاروقؓ میں فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مہینہ میں ایک ہفتہ مدرسہ خالد بن ولیدؓ مخینگی ضلع وہاڑی میں طلبہ کو حدیث شریف پڑھانے کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور آپ نے اس معمول کو ایک عرصہ تک نبھایا۔ وفات والے دن بھی مدرسہ خالد بن ولید حدیث پڑھانے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، ڈائیوو بس کی ٹکٹ بک ہو چکی تھی، آپؒ مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے، بس کے چلنے کا وقت قریب ہوا تو آپ کو بتایا گیا کہ بس چلنے کا وقت ہو گیا ہے، آپؒ نے فرمایا: میرے سینے میں درد ہو رہا ہے، مگر سفر پھر بھی کرنا ہے۔ بیٹے مولانا اسامہ حامد نے منع کیا کہ اس حالت میں نہ جائیں، چنانچہ ٹکٹ کینسل کرائی گئی اور وہی درد بالآخر جان لیوا ثابت ہوا۔

بروز پیر ۲۸؍ اکتوبر صبح ۱۰؍ بجے کے قریب مولانا پیر ناصر الدین خاکوانی مدظلہ نے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی، جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ماہنامہ ’’بینات‘‘ کے ’’ناظم‘‘ حضرت مولانا فضل حق یوسفی صاحب مدظلہ حضرت مولانا مرحوم کے جنازہ میں شرکت کے لئے رحیم یار خان پہنچے۔ نماز جنازہ کے بعد چک ۲۷ کے قبرستان میں اپنے والد صاحب کے پہلو میں آپؒ کی تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں ۴؍ بیٹے اور ۵؍ بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ بڑے بیٹے مولانا اسامہ حامد اور سب سے چھوٹے بیٹے مولانا صہیب حامد عالم دین ہیں۔

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے رئیس حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر دامت برکاتہم، نائب رئیس حضرت مولانا سید محمد سلیمان بنوری مدظلہ، جامعہ کی انتظامیہ اور تمام اساتذہ کرام حضرتؒ کی رحلت کے غم کو اپنا غم اور آپؒ کی رحلت کو امت کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیتے ہیں اور آپؒ کے پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا بشیر احمد حامد حصاریؒ کے پسماندگان، خاندان اور اعزہ واقرباء کو صبر جمیل کی توفیق سے نوازیں، حضرت مولانا کی زندگی بھر کی حسنات کو قبول فرمائیں اور انہیں جنت الفردوس کا مکین بنائیں۔

ادارہ ختم نبوت تمام باتوفیق قارئین سے حضرتؒ کے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام کے کاروباری اخلاق!

ڈاکٹر بشیر احمد رند

اسلام ایک ایسا نظامِ حیات ہے، جو جہاں عقائد، عبادات اور روحانیات کے بارے میں ہدایات دیتا ہے وہاں سیاسی، سماجی، معاشی اور اخلاقی مسائل کے حل کے لئے بھی انسانیت کی رہبری کرتا ہے۔ مطلب کہ زندگی کا کوئی بھی ایسا پہلو نہیں جس کے بارے میں اسلام کی بنیادی اور اصولی ہدایات موجود نہ ہوں۔ لیکن چونکہ ہمارا موضوع کاروباری اخلاق کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر بحث کرنا ہے اس لئے ہم سب سے پہلے کاروبار کی اہمیت پر بحث کریں گے، اس کے بعد اخلاق اور کاروباری اخلاق پر گفتگو کریں گے۔

کاروبار کی اہمیت:

یہ ایک حقیقت ہے کہ رزق حاصل کرنے کے جتنے بھی ذرائع ہیں ان میں کاروبار سب سے بڑا اور اہم ذریعہ ہے۔ کسی فرد، قوم اور ملک کی آزادی، خودمختاری، خوشحالی، تعمیر و ترقی میں کاروبار اہم کردار ادا کرتا ہے۔ کاروبار کی اس اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱:...... "لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔" (النساء:۲۹)

ترجمہ: "ایک دوسرے کا مال ناجائز ذریعے سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔"

۲:...... "فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔" (الجمعہ:۱۰)

ترجمہ: "جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کے فضل (مال تجارت و رزق) کو تلاش کرو۔"

یہاں "فضل" سے مراد طلب رزق و مال ہے اور آیت کا شانِ نزول (Back ground) ترغیب تجارت پر مبنی ہے۔ (سیوہاروی محمد حفظ الرحمن: اسلام کا اقتصادی نظام ۱۹۸۳ء، لاہور، ادارہ اسلامیات، طبع دوم، ص ۲۳۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

۱:......"التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء۔" (ترمذی ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، ۱۹۹۹ء، طبع اول، ریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع، حدیث نمبر ۱۲۰۹)

ترجمہ: "سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

ایک اور روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

۲:......"إن للرزق عشرين بابا تسعة عشر منها للتاجر۔" (الہندی علی المتقی: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، بیروت، موسسة الرسالة، ج ۴ ص ۳۰)

ترجمہ: "رزق بیس دروازوں سے آتا ہے، ان میں سے انیس تاجر کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔"

اس کا مطلب کہ ۹۵ فیصد رزق کے دروازے کاروباری لوگوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں، یہی سبب ہے کہ اس وقت سب سے زیادہ سرمایہ کاروباری لوگوں کے پاس ہے۔

ذرائع معاش میں کاروبار کی جو اہمیت ہے اس کو بیان کرتے ہوئے مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی فرماتے ہیں:

"اقتصادی نظام کی ترقی و برتری کا راز سب سے زیادہ تجارت میں مضمر ہے، جو قوم یا ملت جس قدر اس سے دلچسپی لیتی ہے وہ اسی قدر اپنی اقتصادی بہبود کی زیادہ خود کفیل بنتی ہے اور جس قوم یا ملک کے باشندے تجارت سے دلچسپی نہیں رکھتے وہ اقتصادی نظام میں ہمیشہ دوسروں کے دست نگر رہتے ہیں، اور اسی راہ سے دوسری اقوام ان کے تمدن، تہذیب، معیشت اور سیاست بلکہ "مذہب" پر قابض ہوجاتی ہیں اور ان کو غلام بنا کر مطلق العنان حکومت کرتی ہیں...... جس قوم میں تجارت نہیں ہے وہ آج نہیں تو کل ضرور غلام بن کر رہے گی اور جو ملک تجارت کی برکتوں سے محروم ہے وہ صبح نہیں تو شام تک ضرور قعرِ ہلاکت میں گر کر تباہ ہوجائے گا۔ اسلام نے اسی لئے بار بار تجارت کی ترغیب دی ہے، اس کے فضائل و برکات سنائے، دنیوی فائدے بتائے اور دینی بشارتیں سنائیں۔"

(اسلام کا اقتصادی نظام ۲۳۲-۲۳۳)

اخلاق (ETHICS) کی وصف:

اخلاق ایسے اصولوں کے مجموعہ کا نام ہے جن کے ذریعے اچھے اور برے، صحیح اور غلط، حق اور ناحق میں تمیز کی جاتی ہے، دوسرے الفاظ میں جو علم بھلائی اور برائی کی حقیقت کو ظاہر کرے، انسانوں کو آپس میں کس طرح معاملہ کرنا چاہیئے اس کو بیان کرے، لوگوں کو اپنے اعمال میں کس منتہائے غرض اور مقصد عظمیٰ کو پیش نظر رکھنا چاہیے اس کو واضح کرے اور مفید و کارآمد باتوں کی نشاندہی کرے اسے علم الاخلاق (Ethics) کہا جاتا ہے۔

(سیوہاروی محمد حفظ الرحمٰن مولانا: اخلاق اور فلسفہ اخلاق، لاہور، اعلم پرنٹرز، ص۱۲)

کاروباری اخلاق (Buisness Ethics):

کاروباری اخلاق دراصل علم الاخلاق (Ethics) کی ایک شاخ ہے جس میں اخلاقی اصولوں اور ضابطوں کو تجارتی نقطہ نگاہ سے دیکھا اور پرکھا جاتا ہے۔ اس میں کاروباری حوالے سے مختلف مسائل اور کاروباری لوگوں کی ذمہ داریوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ عام طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کاروباری اخلاق کے کچھ متعین اصول ہوتے ہیں، جن کو سامنے رکھتے ہوئے کاروباری معیار بنائے جاتے ہیں اور پھر لاگو کیئے جاتے ہیں اور یہ فیصلہ دیا جاتا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط اور کیا کیا جائے اور کیا نہیں کیا جائے۔ مطلب کہ کاروباری اخلاق کا تعلق کاروبار میں اچھے اور برے، صحیح اور غلط، حق اور ناحق کے مطالعہ سے ہے۔ (Dr.Salahuddin Azmi Article" An Islamic Approach to Business Ethics "Published in Research Journal " Renaissance" a monthly Islamic Journal, may 2005, Lahore, V (15,ISSUE 5, P no.1

اسلام میں اخلاق:

اسلام اپنی تعلیمات میں اخلاقی اصولوں کو بہت بڑی اہمیت دیتا ہے، اسلام چاہتا ہے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات، چاہے وہ سیاسی ہوں، سماجی ہوں یا معاشی ہوں بہتر انسانی رویوں پر مبنی ہوں، اس حوالے سے قرآن اور سنت میں بہت سی تاکیدیں اور ترغیبیں آئی ہیں، ہم اس بارے میں کچھ قرآنی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ." (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ:"تم بہترین امت ہو، جسے لوگوں کے لئے نکالا گیا ہے۔ تم اچھی باتوں کا کہتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔"

قرآن مجید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفات بیان کی ہیں:

"يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ." (الاعراف:۱۵۷)

ترجمہ:"وہ انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں"۔

ایک اور آیت میں ارشاد ہے:

"وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ." (القلم:۴)

ترجمہ:"بلاشبہ آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"إنما بعثت لأتمم مكارم الأخلاق." (احمد بن حنبل: مسند احمد، حدیث انسائیکلوپیڈیا، ورژن ۱.۲، حرف انفارمیشن ٹیکنالوجی۔ حدیث نمبر ۸۵۹۵)

ترجمہ:"مجھے اچھے اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔"

"إن خياركم أحسنكم أخلاقا"

(بخاری ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل: صحیح البخاری، ۱۹۹۹ء، ریاض، مکتبہ دارالسلام، طبع دوم، حدیث نمبر ۶۰۳۵)

ترجمہ:"تم میں سب سے اچھا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔"

اسلام کی اس تعلیم سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ انسان آپس میں اچھے رویوں کے ساتھ رہیں اور اپنے سارے معاملات بہتر سلوک کے ساتھ حل کریں۔

اسلام چاہتا ہے کہ ایک انسان کا سلوک اپنے رشتے داروں سے، دوستوں سے، اکٹھے کام کرنے والوں (Colleagues) سے، اساتذہ سے، شاگردوں سے، ماتحتوں سے، افسروں سے، گاہکوں سے، عوام سے، خواص سے، مطلب کہ انسانی سماج کے ہر شخص سے بہتر اور اچھے طریقے سے ہو۔

کاروباری اخلاقی قدریں:

اسلام جس طرح زندگی کے دوسرے معاملات میں اخلاقی قدریں دیتا ہے، اسی طرح تجارتی اور کاروباری حوالے سے بھی اپنی کچھ اخلاقی قدریں دیتا ہے۔ اسلام نہ تو سرمائیدارانہ نظام (Capitalism) کی طرح دولت کمانے کا عام لائسنس دیتا ہے اور نہ ہی اشتراکیت (Socialism) کی طرح اشیاء صَرف (Consumer Goods) کے علاوہ ذرائع پیداوار (Means of Production) کی ملکیت پر پابندی لگاتا ہے۔ بلکہ وہ بنیادی طور پر زمین و آسمان کی ساری چیزوں کو خدا کی ملکیت قرار دیتا ہے اور پھر ان کو حاصل کرنے کے لئے کچھ اخلاقی اصول دیتا ہے، جن کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شخص ان کو

حاصل کرسکتا ہے۔

کاروبار کے سلسلے میں اسلام نے جو اخلاقی اصول یا اخلاقی قدریں دی ہیں، ہم ان میں سے کچھ اہم ذکر کرتے ہیں:

ا۔آزادیٔ اختیار

(Freedom of Enterprise)

اسلام ہر شخص کو مکمل طور پر معاشی جدوجہد کی آزادی دیتا ہے کہ وہ اپنی آزاد مرضی کے ساتھ اپنی روزی حاصل کرنے کے لئے جو بھی کاروبار چاہے کرے بشرطیکہ وہ اسلام میں حلال اور جائز ہو۔ اسلام نہ تو کسی فرد کو اور نہ کسی ریاست کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ کسی فرد یا گروہ کو کسی کاروبار کے کرنے یا چھوڑنے پر مجبور کرے۔ اسلامی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی روزی مختلف دھندوں میں رکھ دی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَةَ رَبِّكَ، نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُم مَّعِيشَتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُم بَعْضًا سُخْرِيًّا." (الزخرف:۳۲)

ترجمہ: "کیا تیرے رب کی رحمت یہ لوگ تقسیم کرتے ہیں، ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کردی ہے اور ان میں سے بعض کو بعض پر (مالی) فوقیت دی ہے تاکہ ایک دوسرے کے کام آسکیں۔"

مطلب ظاہر ہے کہ خالق کائنات نے فطری نظام کے تحت مختلف لوگوں کی روزی مختلف کاروباروں میں رکھی ہے اور ان ہی دھندوں میں ان کو دلچسپی دی ہے، تاکہ انسانی ضرورت کی چیزیں لوگ ایک دوسرے کو فراہم کرتے رہیں اور وہ اسی طرح ایک دوسرے کے کام آتے رہیں، اور کچھ لوگ اپنی محنت، ذہانت اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کی وجہ سے دوسروں سے معاشی برتری حاصل کرسکتے ہیں۔

۲:رزقِ حلال کا حصول:

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ تلاشِ رزق میں حلال اور حرام کا خیال رکھا جائے۔ جن وسائلِ رزق کو اللہ تعالیٰ نے جائز اور حلال قرار دیا ہے ان کے ذریعے روزی حاصل کی جائے اور جن وسائلِ رزق کو اللہ تعالیٰ نے حرام اور ناجائز قرار دیا ہے ان سے اجتناب کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کا یہ اصول اجتماعی مفاد کے پیشِ نظر رکھا ہے، اس سلسلے میں ہم چند قرآنی آیات اور احادیث ذکر کرتے ہیں:

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

۱:..... "وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ." (البقرہ:۱۸۸)

ترجمہ: "ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ، اور نہ ہی اپنا مال حاکموں کے سامنے اس مقصد کے لئے لے جاؤ کہ جان بوجھ کر لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ کے طور پر کھا جاؤ۔"

۲:..... "لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ." (النساء:۲۹)

ترجمہ: "ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ، مگر تجارت کے ذریعے باہمی رضا کے ساتھ نفع حاصل کرو۔"

ایک مرتبہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ رزق حاصل کرنے کا کونسا ذریعہ بہتر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

" عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور ." (مسند احمد:۱۵۷۶)

ترجمہ: "آدمی کا اپنے ہاتھ کی محنت سے کمانا اور ہر جائز خرید وفروخت۔"

مذکورہ آیات و حدیث سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو جائز ذریعے سے روزی حاصل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ناجائز ذریعوں سے روزی کمانے سے روکا گیا ہے۔

مطالعہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف حرام ذرائع سے روزی حاصل کرنے سے روکا بلکہ ایسے ذرائع، جن کے جائز یا ناجائز ہونے میں شبہ (Doubt) ہو ان سے بھی گریز کرنے کا حکم دیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"دع ما یریبک الی مالا یریبک" (ترمذی:۲۵۱۸، نسائی ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب: سنن النسائی، ۱۹۹۹، الریاض، مکتبہ دار السلام طبع اول، حدیث نمبر ۵۷۱۴)

ترجمہ: "جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اس کو چھوڑ دو، ایسی چیز کو لے لو جو تمہیں شک میں نہ ڈالے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی روایت ہے:

"الحلال بین والحرام بین وبینهما مشتبهات لا یعلمهن کثیر من الناس فمن اتقی الشبهات استبرأ لدینه وعرضه ومن وقع فی الشبهات وقع فی الحرام." (بخاری ۲۰۵۱، مسلم بن حجاج القشیری: صحیح مسلم، ۲۰۰۰ء، الریاض، مکتبہ دارالسلام، طبع دوم، حدیث نمبر ۴۰۹۳)

ترجمہ: "حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے، ان دونوں کے مابین کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، جن کو اکثر لوگ نہیں جانتے، تو جس شخص نے اپنے آپ کو مشتبہ چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو شخص مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا وہ گویا کہ حرام میں پڑ گیا"۔

(جاری ہے)

اسلام اور پاکستان مخالف کتاب ”آئی ایم ملالہ“

اشتیاق بیگ

تحریک طالبان پاکستان کی اس دھمکی کہ ”جو بھی ادارہ پاکستان میں ملالہ یوسف زئی کی کتاب: ”میں ملالہ ہوں“ "I am Malala" فروخت کرے گا، اسے نشانہ بنایا جائے گا“ کے بعد کتاب کی فروخت اور اسے پڑھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ متنازع برطانوی صحافی کرسٹینا لیمب کی تحریر کردہ اس کتاب میں ایسا بہت سا مواد موجود ہے جو مسلمانوں اور پاکستانیوں کیلئے انتہائی حساس نوعیت کا حامل ہے اور کتاب کو متنازع بنانے کے لئے کافی ہے۔ برطانوی اخبار ”سنڈے ٹائمز“ سے منسلک کرسٹینا لیمب پاکستان میں اس حوالے سے پہچانی جاتی ہے جب پاکستانی سیکورٹی ایجنسی نے انہیں اس بنا پر پاکستان سے ڈی پورٹ کیا تھا کہ ان کی رپورٹنگ پاکستان کے مفاد کے خلاف تھی۔ حالیہ کتاب میں بھی وہی زبان استعمال کی گئی ہے جو عموماً مغرب اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔

ملالہ کی کتاب پڑھ کر مجھے دکھ ہوا۔ ۱۶ سالہ بچی پہلے طالبان کے ظلم کا شکار ہوئی اور اب ایسے لوگوں کے ہاتھ چڑھ گئی ہے جو اسے اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ملالہ کتاب میں اپنی زندگی، تعلیم کے حصول کے لئے جدوجہد، قاتلانہ حملے کی کہانی اور اپنے مستقبل کے بارے میں تحریر کرتی مگر آپ جوں جوں کتاب کا مطالعہ کرتے جائیں آپ کو احساس ہونے لگتا ہے کہ کتاب میں ملالہ کی نہیں بلکہ اس کے والد ضیاء الدین یوسف زئی اور کرسٹینا لیمب کی سوچ کی عکاسی ہوتی ہے۔ کتاب میں کئی جگہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا نام "Holy Prophet" کے طور پر لکھا گیا ہے مگر کسی جگہ بھی ان کے نام کے ساتھ (صلی اللہ علیہ وسلم) یا انگریزی میں (PBUH) نہیں لکھا گیا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ایک بچی جو خود سر پر چادر اوڑھے بغیر گھر سے باہر نہ نکلتی ہو، کس طرح ممکن ہے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم نہ لکھے؟

کتاب میں ملعون سلمان رشدی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تحریر کی گئی توہین آمیز کتاب "The Satanic Verses" کے بارے میں ملالہ کے حوالے سے تحریر ہے کہ: ”یہ کتاب میرے والد نے پڑھی ہے، لیکن وہ اظہار رائے کی آزادی پر یقین رکھتے ہیں اور ان کے بقول میرا مذہب اتنا کمزور نہیں کہ آزادیٔ اظہار رائے کو برداشت نہیں کرسکے۔“ ملالہ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اگر کوئی اس کے باپ کو گالی دے تو شاید وہ برداشت نہ کرپائے، پھر ایک مسلمان جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کرتا ہے، وہ کس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین برداشت کرسکتا ہے۔ کتاب میں ناموس رسالت کے قانون کو پاکستان میں سخت اور غلط استعمال کئے جانے کی بات کرنا اور توہین رسالت کی مرتکب سزا یافتہ آسیہ بی بی کے ساتھ زیادتی کا ذکر کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کتاب کی مصنفہ اسلام کے بارے میں مکمل طور پر واقفیت نہیں رکھتی۔ کتاب میں قادیانی اور مسیحی برادری پر حملوں کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ: ”احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن حکومت انہیں غیر مسلم قرار دیتی ہے۔“ مصنفہ کو شاید معلوم نہیں کہ جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کرے وہ مسلمان کہلائے جانے کا ہرگز مستحق نہیں۔ کتاب میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر قرار دینے کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مصنفہ شاید یہ نہیں جانتی کہ دو عورتوں کی گواہی کو ایک مرد کے برابر قرار دینے کا قانون کسی انسان کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔

کتاب میں قائد اعظم کے لئے لفظ ”جناح“ کا استعمال کرنا اور انہیں ”شیعہ“ کہنا، مصنفہ کی تنگ نظری ظاہر کرتا ہے۔ کتاب میں ایک جگہ یہ بھی تحریر ہے کہ: ”پاکستان کی ۶۰ سالہ جشن آزادی کے موقع پر ملالہ کے والد ضیاء یوسف زئی اور ان کے دوستوں نے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھی تھیں، کیونکہ ان کے خیال میں سوات کو پاکستان میں ضم کرنے سے لوگوں کو کچھ حاصل نہیں ہوا۔“ کتاب میں اسامہ بن لادن پر امریکی حملے کے حوالے سے پاکستانی سیکورٹی فورسز اور ایجنسیوں کے خلاف تبصروں کو بھی موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ کتاب میں ایک جگہ درج ہے کہ: ”پاکستان بھارت سے تین جنگیں جیتا نہیں بلکہ ہارا ہے۔“ اسی طرح پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بارے میں ناپسندیدہ ریمارکس سمیت ایک جگہ ملالہ کا

حوالہ دے کر لکھا گیا ہے کہ: ''آج کل کے حالات میں ہم متحدہ ہندوستان میں رہتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔'' ملالہ کی کتاب کو اس کی شخصیت کا عکاس ہونا چاہئے تھا مگر مذکورہ ریمارکس یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ملالہ پاکستان کی نہیں بلکہ ضیاءالدین یوسف زئی کی بیٹی ہے جو وہی زبان بولتی ہے جو اس کا باپ بولتا ہے۔ ملالہ کو جب طالبان نے نشانہ بنایا تو مجھ سمیت تمام لوگوں نے ملالہ سے ہمدردی کا اظہار کیا اور پاکستان میں اس کے حامیوں میں صرف لبرل اور سیکولر ہی نہیں بلکہ اعتدال پسند پاکستانی بھی شامل تھے جن کے لئے وہ ایک اہم علامت کے طور پر نظر آتی تھی لیکن اب ایسا لگتا ہے کہ علاج کی غرض سے برطانیہ جانے والی سوات کی ملالہ دوران سفر کہیں گم ہوگئی ہے اور اس کی جگہ ایک ایسی لڑکی سامنے آئی ہے جو اپنی معصومیت کھو کر ایسے لوگوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے جو اسے اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کرکے اس کی زبان سے وہ الفاظ کہلوانا چاہتے ہیں جو ان کی سوچ کی عکاسی کرتی ہو۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جب ملالہ علاج کے بعد کچھ بولنے کے قابل ہوتی ہے تو وہ اپنی ترجمانی کے لئے کسی پاکستانی کو نہیں بلکہ مغربی مصنفہ کرسٹینا لیمب کو منتخب کرتی ہے۔ ملالہ کے خاندان کو شاید یہ احساس ہوگیا ہے کہ اب ان کے لئے سوات یا پاکستان میں رہنا ممکن نہیں۔ اس لئے انہوں نے مغرب کے مفادات پورے کرتے ہوئے یہ کتاب تحریر کی تاکہ مغرب کی ہمدردیاں اور غیر ملکی شہریت حاصل کی جاسکے۔

گزشتہ ماہ جب ملالہ کو ایمنسٹی انٹرنیشنل نے ''ضمیر کے سفیر'' کا ایوارڈ آئرلینڈ کے مشہور گلوکار و موسیقار بونو کے ہاتھوں دلوایا تو ایوارڈ دیتے وقت بونو نے ملالہ سے گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور کافی دیر تک اس کا ہاتھ تھامے رکھا۔ بونو کے اس طرز عمل پر ملالہ گھبرا گئی اور جب اس نے اس کا ذکر شکایتی انداز میں اپنے والد ضیاء یوسف زئی سے کیا تو اس کے والد نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا: ''ملالہ! میں تمہیں طالبان سے تو بچا سکتا ہوں، مگر بونو سے نہیں۔'' شاید ضیاء یوسف زئی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ کیونکہ ملالہ طالبان سے تو بچ گئی مگر اسلام اور پاکستان دشمنوں سے نہیں بچ سکی۔ دنیا کی سب سے بڑی پبلک ریلیشن فرم ایڈلمن "Edelman" اور کرسٹینا لیمب جیسے لوگ ملالہ کو ''گلوبل برانڈ'' میں تبدیل کرکے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اسلام اور پاکستان کے خلاف استعمال کررہے ہیں۔ کاش! ملالہ اور اس کا خاندان مغرب کی ان سازشوں کو سمجھ سکے۔

میں قارئین کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے میرے گزشتہ کالم ''دنیا کی سب سے بڑی دولت مجھ سے جدا'' جو میں نے اپنی والدہ محترمہ کی وفات پر تحریر کیا تھا، کو بے حد پسند کیا اور ٹیلیفون کالز، ای میلز اور خطوط کے ذریعے مجھ سے تعزیت کی۔ بیرون ملک مقیم میرے ایک قاری جو بہتر مستقبل کی خاطر کئی سال سے اپنی والدہ سے دور تھے، نے فیصلہ کیا کہ اب وقت آگیا ہے کہ وہ سب کچھ چھوڑ کر وطن واپس آکر والدہ کی خدمت کریں۔ اسی طرح اسلام آباد کے میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ وہ مصروفیات کے باعث کئی ہفتوں سے اپنی والدہ جو لاہور میں قیام پذیر تھیں سے ملاقات نہیں کرسکے تھے، کالم پڑھنے کے بعد وہ فوراً والدہ سے ملنے لاہور گئے اور کئی روز ان کے ساتھ گزارے۔ اس کے علاوہ متعدد لوگوں نے کالم پڑھنے کے بعد اپنی والدہ کو فون کرکے ان کی خیریت دریافت کی۔ میں یہ سوچتا ہوں کہ اگر میرا کالم پڑھنے سے کچھ لوگوں کو ماں کی محبت اور عظمت کا احساس ہوا ہے تو میں اپنے مقصد میں کامیاب رہا اور میری محنت ضائع نہیں گئی۔

(روزنامہ جنگ کراچی، ۶ نومبر ۲۰۱۳ء)

ختم نبوت کے سلسلے میں سب سے بڑے مخالف کے دروازے پر!

یہ بات دیکھنے کی سعادت تو نصیب نہیں ہوئی، لیکن موثق ذرائع سے سنا گیا ہے کہ جب ۱۹۵۳ء میں مرزائیوں کے خطرناک ارادوں کے پیش نظر ملک وملت کے اس شدید فتنہ کے خلاف مولانا محمد علی جالندھری طویل وعریض اور شدید اختلافات کے باوجود مولانا ابوالحسنات مرحوم کے دروازہ پر چل کر گئے، انہیں اپنے دروازے پر اپنے کسی شدید مخالف کو دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ مولانا مرحوم نے فرمایا: حضرت! ختم نبوت کے دشمن سازشیں کررہے ہیں، ہمارے اختلافات سے وہ بہت بڑا فائدہ اٹھارہے ہیں، میں آپ کے دروازے پر آیا ہوں، آپ سے صاف چاہتا ہوں کہ اگر اس وقت آپ نے دشمنان ختم نبوت کے مقابلہ میں ہم لوگوں کی خدمات حاصل کرنے سے انکار کیا اور خدانخواستہ تاج وتخت ختم نبوت کو کوئی تکلیف پہنچی تو میدان حشر میں سرور کائنات فخر موجودات، شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آپ کا دامن پکڑ کر عرض کروں گا کہ حضرت! میں ان کے دروازے پر گیا تھا، لیکن انہوں نے مجھ سے ختم نبوت کے سلسلہ میں خدمت لینے سے اعراض کیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ابوالحسنات مرحوم مولانا محمد علی جالندھری کے ان پُردرد کلمات سے اتنے متاثر ہوئے کہ آنسو جاری ہوگئے اور پھر علماء نے جو کچھ کیا وہ دنیا کے سامنے ہے۔ مجلس عمل کی صدارت سنبھالی، مرزائیت کے فتنہ کو عالم آشکارا ہونا پڑا، دس ہزار نوجوانوں کو لاہور میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ سنی، شیعہ، دیوبندی، بریلوی، مقلد اور غیر مقلد سب ہی کو تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ایک ہی اسٹیج پر دیکھا گیا اور دشمنان دین کے در و دیوار پر لرزہ طاری ہوا۔ اس عظیم عمارت کی بنیاد میں آپ نے سن لیا کہ مولانا جالندھری ہی کے ان پُرسوز کلمات اور آپ کے اس دینی جذبہ اور جوش عمل کو بہت بڑا دخل تھا۔ فرحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ اس وقت جبکہ ختم نبوت کے دشمن نئے بھیس بدل کر ملک وملت کے لئے خطرہ بن رہے ہیں۔ کاش! کوئی محمد علی نکل آتا، جس کا جذبہ حق اور جوش عمل مسلمانوں میں اتحاد واتفاق کی تخم پاشی کرکے ملت اسلامیہ کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد پر پہنچا دیتا۔

(سوانح مولانا محمد علی جالندھریؒ ص ۱۹۰)

ملالہ اور عبیر قاسم حمزہ الجنابی

اوریا مقبول جان

جب تک ملالہ نوبل انعام کی سیڑھیاں چڑھ رہی تھی، اس ملک کے میڈیا میں ایک شور برپا تھا: ''ہمارا سر فخر سے بلند ہے، پاکستان کو عزت مل رہی ہے، ایک بچی جس کی جدوجہد علم کے لئے تھی جو خواتین کے حقوق کی پاسداری کے لئے نکلی تھی اور آج پوری دنیا میں ہمارے ملک کا نام روشن کر رہی ہے۔ پوری دنیا اس کی جرأت کو سلام کر رہی ہے، اس کے مشن کو جاری رکھنے اور تعلیم عام کرنے کے لئے سرمایہ دے رہی ہے۔''

اس ملک کے ''عظیم'' اور ''باشعور'' دانشوروں کے یہ نعرے میرے کانوں میں گونجتے تھے اور میں سوچتا تھا کہ وہ امن کا نوبل انعام جسے یہ قوم عزت کا تاج سمجھ رہی ہے، کیسے کیسے ظالموں، قاتلوں اور انسانیت کے دشمنوں کے سر پر سجتا رہا ہے۔

ملالہ کا سب سے بڑا وکیل گورڈن براؤن وہی ہے جس نے عراق پر حملہ کرنے کے لئے برطانوی پارلیمنٹ میں نہ صرف ووٹ دیا تھا، بلکہ دھواں دار تقریر بھی کی تھی۔ عراق پر وہ جنگ مسلط کی گئی جس نے لاکھوں لوگوں سے صرف تعلیم کا ہی نہیں بلکہ زندگی کا حق بھی چھین لیا۔ عورتوں کے حقوق کے عالمی چیمپئن وہ ہیں جن کے ہاتھ مظلوم عورتوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں اور سروں میں عورتوں کی عزتوں سے کھیلنے کی ہوس رچی ہوئی ہے۔

۱۲ر مارچ ۲۰۰۶ء کو ملالہ کی ہم عمر چودہ سالہ عبیر قاسم حمزہ جو عراق کے چھوٹے سے قصبے المحمدیہ میں رہتی تھی، اس پر کیا بیتی؟ دل تھام کر پڑھئے: عبیر کا والد قاسم حمزہ رحیم اور ماں فخریہ طٰہٰ محسن اپنی اسی بچی عبیر، ۶ سالہ بچی ہدیل، ۹ سالہ احمد اور ۱۱ سالہ محمد کے ساتھ اپنے گھر میں خوش وخرم رہ رہے تھے۔ عبیر کو اس کے والدین بہت کم گھر سے باہر جانے دیتے کہ سامنے گورڈن براؤن کے جمہوری ووٹ سے شروع ہونے والی عراق جنگ کے سپاہیوں کی چیک پوسٹ تھی، جس پر چھ سپاہی پاؤل کورٹز، جیمز بارکر، جیسی سپل مین، برائن ہاورڈ، اسٹیون گرین اور انتھونی پرایب موجود تھے، جب بھی یہ بچی باہر نکلتی تو وہ اسے چھیڑتے اور وہ گھبرا کر اندر بھاگ جاتی، ایک دن یہ ان کے گھر گھسے، تلاشی لی اور عبیر کی گال پر اسٹیون نے انگلی پھیری جس نے سارے گھر کو خوفزدہ کر دیا۔

جب بھی وہ اپنے والدین کے ساتھ باہر نکلتی، وہ اس کی طرف دیکھ کر غلیظ اشارہ کرتے ہوئے ویری گڈ کہتے۔ ۱۲ر مارچ ۲۰۰۶ء کو صبح وہ شراب پینے میں مشغول تھے کہ عبیر کے دونوں بھائی اسکول کے لئے روانہ ہوئے، عبیر کو اس لئے اسکول سے اٹھالیا گیا تھا کہ والدین ان سپاہیوں سے خوفزدہ تھے، تھوڑی دیر بعد وہ مکان میں داخل ہوئے انہوں نے ماں باپ اور چھوٹی بہن کو ایک کمرے میں بند کیا اور عبیر کو دوسرے کمرے میں۔

اسٹیون گرین نے اس کی ماں باپ اور چھوٹی بہن کو ایک کمرے میں لے جا کر قتل کر دیا اور دوسرے کمرے میں باقی دو سپاہی اس چودہ سالہ بچی سے زیادتی کرتے رہے۔ اس کے بعد گرین کی آواز آئی، میں نے انہیں قتل کر دیا اور پھر وہ بھی عبیر پر پل پڑا۔ اس کے بعد ان سپاہیوں نے اس کے سر پر گولی مار کر قتل کر دیا، جاتے ہوئے ایک سپاہی نے اس کے زیر جامے کو لائٹر سے آگ دکھائی اور کمرے میں پھینک دیا، گھر سے دھواں نکلا تو پڑوسی دوڑے ہوئے آئے اور انہوں نے جس حالت میں اس مظلوم چودہ سالہ بچی کو دیکھا وہ ناقابل بیان ہے۔ میں نے جب یہ واقعہ پڑھا اور چودہ سالہ عبیر قاسم حمزہ الجنابی کی تصویر دیکھی تو کئی راتیں بے چینی اور اضطراب سے سو نہ سکا تھا۔

نوبل پرائز دینے والوں اور ملالہ یوسف زئی کی وکالت کرنے والوں کے ہاتھ عبیر جیسی بے شمار معصوم لڑکیوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں جو ان کے خوف سے گھروں سے نہیں نکلتی تھیں۔ جنہوں نے ان کی بدمعاش اور غلیظ نظروں کے خوف سے اسکول جانا چھوڑ دیا تھا، عبیر تو ان کے خلاف کوئی ڈائری بھی تحریر نہیں کر رہی تھی جو دنیا کا کوئی بڑا چینل نشر کرتا، اس نے تو انہیں ظالم، تعلیم کے دشمن اور انسانیت کے قاتل بھی نہیں کہا تھا۔

اس کا والد کسی این جی او کا سربراہ

نہیں تھا کہ اپنی بیٹی کو ان سپاہیوں کے خلاف اکساتا، اس کی ایک فرضی نام سے ڈائری لکھنے میں مدد کرتا اور پھر دنیا بھر داد سے سمیٹتا۔ عبیر تو اس ظلم کی وجہ سے سہم سی گئی تھی۔ اس کے زندہ بچ جانے والے بھائیوں نے بتایا کہ جس دن اسٹیون گرین نے اس کے گال پر انگلی پھیری، ہمارے والد نے اسی دن اسے اسکول سے اٹھالیا تھا، وہ اس دن بہت روئی اسے گھر کے باہر لگی ہوئی سبزیوں کو پانی دینے اور دیکھ بھال کرنے کا بہت شوق تھا، لیکن اس دن کے بعد سے وہ بس کھڑکی سے انہیں دیکھتی رہتی۔

اس عالمی یا مقامی میڈیا میں کوئی ایسا شخص ہے جس کے سینے میں دل ہو، جس کے دل میں بیٹی کی محبت جاگتی ہو، جس کی آنکھ سے عبیر پر آنسو نکل آتے ہوں؟ وہ اٹھے اور کہے، آؤ ہم مل کر ایک اور امن انعام کا آغاز کرتے ہیں، ان بچوں کے لئے جو صابرہ وشطیلہ میں مارے گئے، ان مظلوموں کے لئے جو ٹینکوں تلے کچل دیئے گئے، ان قیدیوں کے لئے جن پر کتے چھوڑے گئے، ان بہنوں کے لئے جوان درندوں کے ہاتھوں اس وقت تک درندگی کا شکار ہوتے رہے جب تک ان کا سانس باقی تھا، عبیر کے لئے جس سے اس کا اسکول چھوٹ گیا، جس کے لئے گھر سے نکلنا عذاب ہوگیا۔

کراچی سے پشاور اور گوادر سے گلگت تک کیا پاکستان یہ ہے جس کی تصویر ملالہ نے اس پروگرام میں پیش کی؟ اس نے کہا: ایسے لگتا تھا جیسے ہم جیل میں ہیں۔ میں نے بلوچستان کے دوردراز گاؤں سے لے کر لاہور، کراچی، پشاور اور چھوٹے چھوٹے قصبوں تک عورتوں کو ہر موڑ اور ہر مقام پر دیکھا ہے۔ کھیتوں اور کھلیانوں میں، دفتر اور فیکٹریوں میں، بازاروں اور ہوٹلوں میں، کیا یہ ہے ملالہ کا قید خانہ؟ کیا یہ کالک ہے جو وہ اس قوم کے منہ پر مل کر نوبل انعام کی سیڑھی پر چڑھنا چاہتی ہے؟ اس قوم کا ہر دانشور، مفکر اور اینکر پرسن عوام کو خوشخبری سناتا ہے اسے پاکستان کا وقار بلند ہونے کی نوید قرار دیتا ہے۔

ملالہ نوبل امن انعام حاصل کرنے والوں کی صف میں ہی ٹھیک تھی، جس میں اسرائیل کے تین قاتل وزرائے اعظم بیگن اسحق رابین اور شمعون پیریز بھی کھڑے ہیں۔ نوبل انعام لیتے ہوئے ان کے ہاتھ ہزاروں معصوم فلسطینیوں کے خون سے رنگے ہوئے تھے۔ اس فہرست میں ڈرون حملوں سے معصوموں کی جانیں لینے والا بارک اوباما اور مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن ہنری کسنجر بھی کھڑا ہے۔

یہ غیرت کے سودے ہوتے ہیں جو غیرت مند قوموں کے غیرت مند افراد کیا کرتے ہیں کہ ، ایسے امن انعامات پر لعنت بھیج دیتے ہیں۔

ویت نام کا لیڈر لوڈیوتھو (Luduetho) امریکا سے امن مذاکرات کر رہا تھا، جب اسے ہنری کسنجر کے ساتھ امن کا انعام دیا گیا تو اس نے انکار کردیا۔ ژاں پال سارتر کو ادب کا نوبل انعام دیا گیا تو اس نے بھی یہ کہہ کر انکار کردیا تھا کہ مجھے اپنی نام کے ساتھ نوبل انعام یافتہ لکھ کر اپنے ساتھ گھٹیا مذاق نہیں کرنا۔

پاکستان کی ایک مسلمان بیٹی کو مغرب کے قاتل حکمران ہمارے منہ پر کالک ملنے کے لئے استعمال کرتے رہے، اس کے سر پر ایسے ہاتھ امن کا تاج پہنانا چاہتے تھے جن پر عبیر قاسم جیسی کئی مسلمان بچیوں کا خون لگا ہوا ہے۔ یہ بچیاں جنہیں ان ظالموں کے خوف سے گھروں میں قید ہونا پڑا، ان کا اسکول چھوٹ گیا، وہ گھروں میں قید ہوگئیں لیکن پھر بھی وہ ان کی ہوس سے اپنی عفت بچا سکیں نہ زندگی۔

(ماہنامہ طیبہ فیصل آباد، اکتوبر ۲۰۱۳ء)

مریض اور اس کا مرض

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ مرزائیت کے شروع دن سے دشمن تھے، مگر جہاں تک قادیانیوں کا تعلق ہے، وہ ان سے کبھی تنگ دلی سے پیش نہیں آتے تھے، وہ جب کبھی ملتان آتے تو چوک بازار میں اپنے چند شناسا قادیانیوں سے ہمیشہ فراخ دلی سے پیش آتے اور ان سے بغلگیر ہوتے۔ ایک بار ایک شخص نے مولانا سے کہا کہ آپ تو مرزائیت کے دشمن، پھر اس دورخی پالیسی کا کیا مطلب؟

مولانا شجاع آبادیؒ نے کہا کہ ڈاکٹر مریض کا نہیں، بلکہ اس کے مرض کا دشمن ہوتا ہے، میں مرزائیت کا دشمن ضرور ہوں مگر انسانوں کا دشمن نہیں ہوسکتا۔ عین ممکن ہے کہ میرے طرز سلوک سے ہی یہ لوگ راہ راست پر آجائیں۔

(قاضی احسان شجاع آبادیؒ کی سوانح وافکار، ص:۹۴)

اظہار تعزیت

اکابرین ختم نبوت سے محبت وعقیدت کرنے والے ہمارے دیرینہ کرم فرما محترم جناب عبدالغفور سومرو صاحب (پی آئی اے) کی ساس صاحبہ گزشتہ دنوں انتقال کرگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد، محمد انور رانا، سید انوارالحسن، محمد وسیم غزالی، عبداللطیف ودیگر کارکنان ختم نبوت نے جناب سومرو صاحب سے اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی۔

اصولِ حکمرانی!

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو ہر شعبے میں رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام نے جہاں عبادات و معاملات کے طریقے سکھلائے وہاں حکمرانی کے اصول اور اس کا طریقہ کار بھی بتایا، انہی اصولوں کو اپنا کر خلفائے راشدین نے نظم مملکت سنبھالا تو تاریخ میں ایک روشن اور درخشاں باب کا اضافہ کردیا۔ اسلام نے حکمرانی کا کیا طریقہ بتایا ہے؟ اس مقالہ میں اسی سوال کا جواب دیا گیا ہے۔

گزشتہ سے پیوستہ

مولانا عبداللہ لدھیانوی

۸:..... بادشاہ اور حاکم و امیر کو علماء حقانی کی ہم نشینی اپنے اوپر لازم سمجھنی چاہئے تاکہ ان کی صحبت سے دل منور اور لالچی لوگوں سے سخت پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ لالچی لوگ بے جا تعریفیں اور مکر و حیلہ سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں اور حکام کے عیوب کو ان کی آنکھوں کے سامنے خوبیوں میں تبدیل کرکے دکھاتے ہیں تاکہ حق رس تک اس کی رسائی نہ ہو، وہ اس کو اسی طرح اندھیرے میں رکھ کر اپنا الوسیدھا کرتے رہیں۔

علماء حقانی وہ لوگ ہیں جو کسی سے طمع و لالچ نہ رکھیں اور حق بات کہنے سے نہ ڈریں۔

حضرت شقیق بلخیؒ خلیفہ ہارون الرشید کے پاس گئے، ہارون الرشید نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ زاہد ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! شقیق ہوں، زاہد نہیں ہوں۔ ہارون الرشید نے عرض کیا کہ کوئی نصیحت کرو، آپ نے فرمایا: خداوند کریم نے تجھے صدیق اکبر کی جانشینی دی ہے، جس طرح خدا ان سے صدق چاہتا تھا اسی طرح تم سے بھی چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ نے تجھے صدیق اکبر عمر فاروق اعظمؓ کی جگہ دی ہے، جس طرح ان سے حق و باطل میں فرق چاہتا تھا اسی طرح تجھ سے چاہتا ہے۔ حضرت عثمان ذی النورین کی جگہ دی گئی اور یہ اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح ان سے شرم و حیاء چاہا تھا ہے اسی طرح تجھ سے بھی حیا چاہتا ہے۔ جناب علی مرتضیٰ کی جگہ تجھے بٹھایا ہے۔ جس طرح ان سے علم و عدل چاہا گیا تھا، اسی طرح تجھ سے بھی چاہتا ہے۔ ہارون الرشید نے کہا اور نصیحت کریں، آپ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک قید خانہ بنا رکھا ہے جس کو دوزخ کہتے ہیں تجھ کو اس کا دربان بنا رکھا ہے اور تجھ کو تین چیزیں دی ہیں: (۱) بیت المال کا مال، (۲) تلوار، (۳) تازیانہ اور حکم فرمایا ہے کہ تو ان تینوں چیزوں کے ذریعے لوگوں کو جہنم سے اس طرح بچا کہ جو غریب محتاج تیرے پاس آئے اس کو مال سے محروم نہ کر، جو خدا کی نافرمانی کرے اسے تازیانے سے مار، جو کوئی ناحق قتل کر ڈالے، ولی مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی مار ڈال، اگر ایسا نہیں کرے گا تو دوزخ میں سب سے پہلے تو جائے گا اور لوگ تیرے پیچھے۔ ہارون الرشید نے عرض کیا اور آپ نے فرمایا کہ تو ایک چشمہ ہے اور تیری رعایا دنیا میں نہریں ہیں، چشمہ اگر صاف اور روشن ہو تو یہ نہریں گدلی کچھ نقصان نہیں دیتیں، اگر چشمہ صاف اور روشن نہ ہو تو نہروں کی صفائی کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید اپنے مصاحب عباسؓ کے ساتھ حضرت فضیل عیاضؒ کی خدمت میں گیا، جب ان کے دروازے پر پہنچا تو آپ قرآن مجید کی ایک آیت تلاوت فرما رہے تھے:

ہارون الرشید نے کہا: اگر ہم نصیحت لینا چاہیں تو یہ آیت ہمارے لئے کافی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں:

”آیا سمجھتے ہیں وہ لوگ جنہوں نے بُرے کام کئے یہ کہ برابر رکھیں گے ان کے ساتھ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے، برابر ہے ان کی زندگی اور موت بُرا حکم تھا جو انہوں نے کیا۔“

پھر ہارون الرشید کے حکم سے عباسؓ نے دستک دی، اور عرض کیا کہ امیرالمومنین آئے ہیں دروازہ کھولو، اندر سے جواب ملا کہ میرے پاس امیر کا کیا کام ہے؟ عباسؓ نے کہا کہ امیر کی اطاعت کرو، تب انہوں نے دروازہ کھولا، رات کا وقت تھا، دروازہ کھلتے ہی چراغ گل کردیا گیا، اندھیرے میں ہارون الرشید نے ادھر ادھر ہاتھ مارے، جب فضیلؒ سے مصافحہ کیا تو حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ ایسا نرم اور نازک ہاتھ اگر جہنم سے نہ بچے تو افسوس ہے، پھر فرمایا: امیرالمومنین! قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب کے لئے تیار رہو، کیونکہ خداوند عادل و قادر مطلق نے تجھ سے ہر ایک مسلمان کے ساتھ ایک ایک بار بٹھا کر انصاف و بے انصافی کے متعلق سوال کرنا ہے۔ ہارون الرشید رونے لگا، عباسؓ نے کہا کہ اے فضیلؒ! خاموش

روتم نے امیرالمومنین کو مار ہی ڈالا، اس کے جواب میں حضرت فضیل نے فرمایا کہ ہارون میں تجھے کہہ دیتا ہوں کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اس سے ہاتھ کھینچ اور جو دوسروں کا مال ہے انہیں واپس پھیر دے، میں اس کا حق دار نہیں ہوں۔

اس کے بعد خلیفہ ہارون الرشید رخصت لے کر چلا گیا، ایک مرتبہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے محمد بن کعب القرظی سے کہا کہ عدل کی تعریف کرو، فرمایا کہ جو مسلمان تجھ سے چھوٹا ہو اس کو اپنی اولاد سمجھ اور ان سے ایسا برتاؤ کر جیسا باپ بیٹے سے کرتا ہے اور جو مسلمان تجھ سے بڑا ہے اس کو اپنے والد کی جگہ سمجھ اور اس سے وہی برتاؤ اور سلوک کر جو اپنے بڑوں سے تجھے کرنا ضروری اور فرض ہے، جو تیرے برابر کا ہو اس کو اپنا بھائی سمجھ اور بھائی کا سا سلوک کر اور ہر قصوروار کو اس کی بدعملی کے مطابق سزا دے، خبردار کسی کو اپنی نفسانیت اور غصہ کی وجہ سے تازیانہ نہ مار ورنہ تیری جگہ جہنم ہوگی۔

ایک مرتبہ حضرت ابوقلابہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس تشریف لے گئے عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کوئی خلیفہ باقی نہیں رہا سوائے تیرے، عرض کیا گیا کہ کچھ اور فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدا سے مدد لیتا ہے تو تجھے کس کا ڈر ہے؟ اور وہ تیرے ساتھ نہ رہے تو تو کس کی پناہ میں رہے گا؟ خلیفہ نے فرمایا جو آپ کا فرمان ہو میرے لئے کافی ہے۔ اس لئے کہ اصل بات ہاتھ آگئی۔

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے ایک دن سوچا کہ میں نے دنیا میں رہ کر اس قدر عیش کئے، دیکھئے قیامت میں میرا کیا حال ہو؟ حضرت ابوحازمؒ کے پاس جو اس وقت کے کبائر علماء و زہاد میں سے تھے آدمی بھیجا کہ جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہیں اس میں سے مجھے بھی بھیج دیں۔ حضرت حازمؒ نے گندم کی تھوڑی سی بھوسی بھون کر بھیج دی اور فرمایا کہ رات میں بھی یہی کھایا کرتا ہوں، سلیمان کے دل پر اس کو دیکھ کر بڑا اثر ہوا اور رو دیا، کہتے ہیں اس کے بعد اس نے تین روزے پے در پے رکھے لیکن کچھ نہ کھایا۔ تیسرے روز شام کو اسی سے روزہ افطار کیا، بلکہ اسی رات سلیمان بن عبدالملک نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی تو عبدالعزیزؒ پیدا ہوا اور اس سے عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوا جو عدل وانصاف میں فاروق اعظم امیرالمومنین حضرت عمرؓ کے قدم بقدم رہا۔ اہل حق نے کہا کہ اس کی اس نیک نیتی کا پھل تھا۔

خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کی توبہ کا کیا سبب تھا؟ فرمایا کہ میں ایک دن اپنے غلام کو مار رہا تھا، اس نے کہا: میاں اس رات کو یاد کرو، جس کی صبح قیامت ہوگی، بس اس کی یہ بات میرے دل پر اثر کر گئی۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابوحازمؒ سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے، انہوں نے کہا کہ زمین پر سویا کرو، موت کو سر پر یقین رکھو اور جس چیز کو تو روا رکھتا ہے، اس میں موت کا دھیان رکھ اور جس چیز کو تو روا نہیں رکھتا، اس سے دور رہ، ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو۔

9:.... حاکم فقط اسی پر قناعت نہ کرے کہ خود تو ظلم وستم سے بچے اور ماتحتوں کا خیال تک نہ ہو بلکہ اپنے ماتحتوں کو ہر قسم کے ظلم وستم اور گناہوں سے بچنے کی تاکید کرتا اور ہر ممکن ذرائع سے ان کو بچاتا، حاکم و بادشاہ پر اولین فرض ہے، کیونکہ ہر حاکم و سردار سے قیامت کو سوال ہوگا۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے عامل حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ سب سے بڑا نیک بخت وہ عمل دار ہے جس سے رعایا نیک بخت ہو اور سب سے بڑا بدبخت عمل دار وہ ہے جس سے رعایا بدبخت ہو، خبردار! فراخ رو نہ کرنا کہ تمہارے عمال یعنی ماتحت ایسا ہی کریں گے، اس وقت تمہاری مثال اس چوپائے کی سی ہو جائے گی جو گھاس دیکھ کر حرص سے بہت کھا جائے تاکہ فربہ ہو، آخر وہی فربہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے اور لوگ اس کو ذبح کر کے کھا جائیں، کتب سابقہ یعنی توراۃ وانجیل وغیرہ میں بھی یہی ہدایات ہیں کہ اگر بادشاہ کے عامل سے ظلم سرزد ہو اور بادشاہ چپ رہے تو وہ ظلم گویا بادشاہ خود کر رہا ہے، اس پر اس کو سخت گرفت ہوگی، حاکموں کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کوئی اس سے زیادہ بے وقوف ونقصان رسیدہ نہ ہوگا جو اپنے دین وآخرت کو اور دائمی عیش واخروی کو چند دن دنیا کے عوض میں برباد کر دے۔

اب دنیا میں یہ رواج عام ہو چکا ہے اور یہ بات عادت میں داخل ہو چکی ہے کہ دینی و دنیوی خدمت محض دنیا جمع کرنے کی غرض سے ہوتی ہے اور حکام و نوکر اپنی لغزشوں اور بدکرداریوں کو والی ملک کے سامنے یا افسران بالا کے روبرو اس خوبصورتی سے پیش کرتے ہیں کہ ان کو اس قصور میں اپنا ساتھی بنا لیں اور جو سزا معاذاللہ ان کے لئے تجویز ہو چکی ہے اس میں ان کو بھی شریک کر لیں۔

ملک وقوم کا سب سے بدتر دشمن ایسے لوگوں کے علاوہ کون ہو سکتا ہے جو چند کوڑیوں کے لئے اور چند یوم کی ختم ہونے والی راحت کی خاطر ملک وقوم کی بربادی کا سامان کریں۔

حاصل یہ نکلا کہ جو حکام اپنے عاملوں، ماتحتوں، نوکروں اور اولاد کو عدل پر نہیں رکھ سکتے وہ رعایا پر کس طرح کنٹرول کر کے ان کو عدل وانصاف کا سبق دے سکتے ہیں۔

عدل کمال حق سے پیدا ہوتا ہے اور کمال حق یہ ہے کہ ہر آدمی ہر کام کو واقع کے مطابق دیکھے ان کے ظاہر پر ہرگز فریفتہ نہ ہو۔ آدمی جب عدل سے دریغ

کرے گا تو دنیا کی وجہ سے کرے گا تو غور کرے کہ مجھے دنیا سے مقصود کیا ہے؟ اگر اس کا دل اچھے اچھے عمدہ کھانوں کی طرف راغب ہے تو یہ سمجھ لے کہ میں بصورت آدمی چوپایہ ہوں، کیونکہ محض خورد ونوش خاصہ چوپایوں کے نہ ہے۔ اگر دل کو لباس وزیب تن مرغوب ہے تو یہ یقین کرلے کہ عورت بصورت آدمی ہے، کیونکہ یہ خاصہ عورتوں کا ہے اور اگر یہ چاہے کہ میں اپنے ماتحتوں یا مقابل پر بے جا غصہ اتاروں تو درندہ بصورت آدمی ہے، کیونکہ یہ خاصہ درندوں کا ہے اور اگر بے جا غصہ کرکے اپنی عزت افزائی کی سعی کرے گا تو یہ جاہل بصورت عاقل ہے۔ اگر عاقل ہوتا تو سمجھ لیتا کہ یہ سب حیلہ جات نفسانی ہیں، اگر ایسے لوگوں کی خدمت نہ کی جائے تو قریب نہیں آتے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ سب خواہش کے بندے ہیں، اگر خدا کے بندے ہوتے تو ہر حال میں خدمت خلق وطن کو مدنظر رکھ کر شمع اتباع نبوت کی روشنی میں خوب کام کرتے۔

الغرض عقل ان تمام چیزوں سے پاک ہے اور عقلمند وہ ہے جو بجائے ظاہر کے ہر کام میں روح دیکھے جو ایسا نہیں وہ عاقل وعادل بھی نہیں۔

۱۰:... بادشاہ اور حاکم متکبر نہ ہوں، اس لئے کہ تکبر کی وجہ سے معمولی بات پر عقل مغلوب ہوجاتی ہے، جب عقل مغلوب ہوگی تو خواہ مخواہ بے گناہوں پر ظلم وستم ہوگا، پھر تو اس کے ماتحتوں کی بے جا حرکات کا خدا ہی حافظ۔

لہٰذا اگر ایسا موقع آجائے تو حاکم عفو کو اپنا پیشہ بنائے اور غصہ کو رفع کرنے کی کوشش اس طرح کرے کہ وضو کرے، اپنی جگہ سے کھڑا ہوجائے، پانی پی لے، یہ علاج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے ہیں اور اپنے دل کو اس طرح سمجھائے کہ اگر میں عفو وکرم اور بردباری کا پیشہ اختیار کروں گا تو انبیاءؑ وصحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کی معیت نصیب ہوگی اور ضد دری کا پیشہ اختیار کروں گا تو شیاطین اور درندوں کا ساتھی ہوں گا بلکہ ان سے بھی بدتر۔

ابوجعفر خلیفہؒ نے ایک خاطی کے قتل کا حکم دیا۔ مبارک بن فضالہؒ جو وہاں موجود تھے، نے فرمایا: امیر المومنین! پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سن لیں پھر قتل کرائیں، ابوجعفر نے کہا: فرمایئے! کہا کہ حسن بصریؒ سے روایت ہے فرمایا: ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ شانہ تمام خلقت کو ایک میدان میں جمع کریں گے تو ایک منادی ہوگی کہ جس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جانے کی ہمت ہو اٹھے، کوئی نہیں اٹھے گا، مگر وہ شخص جس نے کسی کی خطا معاف کی ہو۔“ یہ فرمان نبوی سنتے ہی خلیفہ نے اس خاطی کی خطا معاف کردی اور رہا کردیا۔

حاکم کو غصہ جن وجوہ سے آتا ہے منجملہ زبان درازی ہے جو شخص اس کے سامنے زبان درازی کرتا ہے اس کو یہ کچا کھا جانا پسند کرتے ہیں۔

اس وقت ان حکام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ نصیحت جو انہوں نے ایک موقع پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کی تھی یاد کرنی چاہئے۔ اگر تجھے کوئی سچی بات صاف کہہ دے تو تجھے اس کا شکر گزار ہونا چاہئے، کیونکہ وہ حقیقت سے تجھے خبردار کررہا ہے۔ اگر حقیقت واقع نہیں تو اس میں بھی تو اپنا منافع سمجھ کر بردباری سے کام لے اور منافع یہ ہے کہ قانون الٰہی کے مطابق تیرے اعمال میں ترقی ہورہی ہے اور قانون الٰہی یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کی خواہ مخواہ بدگوئی کرے گا اس کے گناہ جامۂ اعمال میں اور اس کی نیکیاں اس کے جامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی، غور کا مقام ہے۔

حضرت سلطان الانبیاء علیہ السلام کی خدمت میں لوگوں نے ایک شخص کے متعلق عرض کیا کہ وہ بڑا زور آور ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ کیسا آدمی ہے؟ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! جس سے کشتی کرتا ہے گرادیتا ہے۔ آپ علیہ السلام فرمایا زور آور و بہادر وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے بر آئے نہ وہ جو کسی کو گرادے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جب آدمی ان کو پالیتا ہے تو مومن کامل بن جاتا ہے: (۱) جب غصہ آئے تو بے جا امر کا قصد نہ کرے، (۲) جب خوش ہو تو کسی کے حق سے نہ چوکے، (۳) جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ کسی کے خلق پر اعتماد نہ کرو تاوقتیکہ طمع میں اس کو آزما نہ لو۔

حضرت علی بن حسینؓ ایک مرتبہ مسجد تشریف لے جارہے تھے کسی نے آپ کو گالی دی، غلاموں نے اس کو مارنے کا قصد کیا، آپ نے منع فرمایا اور اس کو یوں سمجھایا: اے عزیز! جو عیوب ہمارے تم سے پوشیدہ ہیں وہ ان سے بھی زیادہ ہیں جو تم کہتے ہو، بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہم سے پوری ہوسکے؟ یہ سن کر وہ شخص بہت ہی شرمندہ ہوا، پھر آپ نے اپنے ملبوس شدہ کپڑے اتار کر اس کو عطا فرمائے، اور ایک ہزار درہم مزید عطا کرنے کا حکم دیا، جب وہ شخص واپس ہوا تو یہ کہتا ہوا سنا گیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ بزرگ از فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے غلام کو دو مرتبہ کسی کام کو فرمایا، لیکن اس نے سن کر بھی جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا کہ آوازیں دینے سے بھی تو نہیں بولا؟ غلام نے عرض کیا کہ میں آپ کی وجہ سے بے خوف ہوں اور خاموش رہا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ جب میرا غلام ہی میرے ضرر سے بے خوف ہے تو دنیا بدرجۂ اولیٰ بے خوف ہوگی۔

صادق و مصدوق حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے، اس سے کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ جو خلاف قانونِ الٰہی غصہ کرے۔ ایک جگہ ارشاد ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کو تین باتیں بتلاتا ہوں تاکہ آپ اللہ تعالیٰ سے میری مراد مانگیں، آپ نے فرمایا: وہ کیا باتیں ہیں؟ کہنے لگا: ایک تو یہ کہ حرارت و غصہ سے پرہیز رہیں جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے میں اس سے اس طرح کھیلتا ہوں جیسے بچے گیند سے۔ دوسرے عورتوں سے پرہیز کریں، کیونکہ جو مخلوق کو برباد کرنے کے لئے میں نے جال پھیلا رکھے ہیں ان میں سے ایک عورتوں پر مجھے بڑا اعتماد حاصل ہے۔ تیسرے بخل سے بچتے رہیے، اس لئے کہ میں بخیل کا دین و دنیا دونوں تباہ کر دیتا ہوں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور وہ بچ جائے تو حق تعالیٰ اس کے دل کو امن و امان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے ریا اور فروتنی کی وجہ سے حق تعالیٰ کے سامنے لباس فاخرہ سے بچتا ہے تو حق تعالیٰ اس کو کرامت کا لباس پہنا دیتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ افسوس ہے اس شخص پر جو غصہ میں آکر اپنے پر خدائی غصہ کو بھول جائے۔

ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی بات تعلیم فرمائیں جس پر عمل کر کے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ خشمگین ہو کر رہ پس بہشت تیرے لئے ہے، اس نے عرض کیا کہ کچھ اور فرمایا کہ نماز عصر کے بعد ستر بار استغفار کیا کرتا کہ تیرے ستر برس کے گناہ غفور الرحیم معاف کردیں۔

☆☆............☆☆

مبلغین ختم نبوت کے سہ ماہی اجلاس کی کارروائی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ۲۰ ذوالحجہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم نے کی۔ اجلاس میں درج ذیل حضرات نے شرکت کی: مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدر آباد، مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا مختار احمد تھر پارکر، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا عبدالستار حیدر قمبر علی خان لاڑکانہ، شکار پور، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عبدالحکیم چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ قصور، مولانا عزیز الرحمان ثانی لاہور، مولانا محمد خالد عابد سرگودھا، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا عابد کمال پشاور، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ، مولانا محمد اسلم نفیس خوشاب۔

اجلاس میں کانفرنس کی کامیابی پر اللہ پاک کا شکر، سامعین، مقررین، خطباء کا شکریہ ادا کیا گیا اور آئندہ سال کی کانفرنس کی تجاویز مرتب کر دی گئیں۔

ماہ ربیع الاول میں ہر سال کی طرح امسال بھی سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان سے کانفرنسوں کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ بعض علاقوں میں تین تین روزہ تحفظ ختم نبوت کورسز کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ ماہ صفر المظفر کی ۱۲ تاریخ تک مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ضلع مظفر گڑھ، لیہ اور بھکر میں پروگرام تجویز کئے گئے:

☆......۷، ۸ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۱، ۱۲ / دسمبر ۲۰۱۳ء ڈیرہ اسماعیل خان۔

☆......۹ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۳ / دسمبر ۲۰۱۳ء خطبہ جمعہ سرائے نورنگ۔

☆......۱۰ تا ۱۲ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۴ تا ۱۶ / دسمبر ۲۰۱۳ء بنوں۔

☆......۱۳ تا ۱۶ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۷ تا ۲۰ / دسمبر ۲۰۱۳ء پشاور حسب صوابدید مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ۔

☆......۱۷ تا ۲۰ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۱ تا ۲۴ / دسمبر ۲۰۱۳ء اسلام آباد، راولپنڈی حسب صوابدید مولانا محمد طیب، مولانا زاہد وسیم۔

☆......۲۱ تا ۲۳ / صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۵ تا ۲۷ / دسمبر ۲۰۱۳ء فیصل آباد، جھنگ حسب صوابدید مولانا عبدالرشید غازی، مولانا غلام حسین۔

ٹنڈو الہ یار، کراچی، چناب نگر کے لئے مبلغین کی تقرری کی منظوری دی گئی۔

آئندہ سہ ماہی کے لئے احتساب قادیانیت کی انیسویں جلد تلخیص و مطالعہ کے لئے تجویز ہوئی۔

آئندہ سہ ماہی اجلاس ربیع الاول کا آخری جمعہ، ہفتہ .... جمعرات شام تک آنا ضروری ہوگا۔

کھانسی | نزلہ | زکام
صُدوری اور سُعالین فوری آرام!
FOR COUGH & COLD
Suduri
صُدوری
ہمدرد

حضرت ابومسلم خولانی رحؒ کی ایمان افروز داستان

مفتی ابوعکاشہ

اللہ رب العزت کے طے شدہ ازلی قانون کے تحت انسانیت کی ہدایت وراہنمائی کے لئے آدم علیہ السلام سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور یہ سلسلۃ الذہب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا۔

آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد جن فتنوں نے جنم لیا، ان میں ''فتنہ انکار ختم نبوت'' بھی تھا، تحریک تحفظ ''عقیدۂ ختم نبوت'' کے امیر اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غیرت ایمانی، حمیت اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے: ''اینقص الدین وانا حی'' کا تاریخی جملہ کہہ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت خوب اچھی طرح سمجھیں اور تاریخ کے اوراق کا رخ پھیر دینے والے اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

چنانچہ فدایان رسول نے اس کو سمجھا اور خوب سمجھا اور اہل حق نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو سعی اور جدوجہد ممکن تھی اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، جان کے نذرانے پیش کئے۔ آتش نمرود میں سنت ابراہیمی زندہ کرتے ہوئے ''آتش اسود عنسی'' میں بھی کودے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ہمیشہ سرخرو اور کامیاب فرمایا۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک حیرت انگیز، ایمان افروز واقعہ پیش آیا جس نے دنیائے عقل ودانش کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور عدو مقابل دشمن کو بھی سوچنے پر مجبور کردیا۔

یمن میں پیدا ہونے والے ایک جلیل القدر تابعی جو ''زیارت نبوی'' سے تو مشرف نہ ہوسکے، البتہ ''دور نبوی'' میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں مشرف بہ اسلام ہوچکے تھے، وہ حضرت عبداللہ بن ثوب المعروف ابومسلم خولانی رحمہ اللہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری دور میں یمن میں جھوٹا مدعی نبوت اسود عنسی پیدا ہوا، جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرتا تھا، چنانچہ اس کاذب نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کرنا چاہا، مگر حضرت ابومسلم خولانیؒ نے جرأت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صاف انکار کردیا، پھر اس نے ابومسلم کی ایمانی کیفیت جانچنے کے لئے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلم خولانیؒ نے ''فاقض ما انت قاض'' کے قرآنی جملہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے فرمایا: ہاں! اس پر اسود عنسی نے آتش نمرود کی طرح ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلم خولانیؒ کو اس ''آتش اسود عنسی'' میں ڈال دیا۔ خالق کائنات کا غیبی نظام حرکت میں آیا اور ایک سچے عاشق رسول پر آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نار نمرود کو گلزار بنادیا تھا اور وہ مومن کامل، اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی طرح اس آگ میں بالکل محفوظ رہے اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔

یہ واقعہ اتنا عجیب اور حیرت انگیز تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کو مادیت اور جھوٹ کی بنیاد پر قائم اپنی جھوٹی نبوت کے لالے پڑگئے کہ اگر تصادم ہوا اور حق وباطل میں امتیاز ہوگیا تو مجھے ''سرزمین یمن'' کسی صورت قبول نہیں کرے گی، چنانچہ اس نے اپنی خفت مٹانے کے لئے اپنی کابینہ کے مشورہ سے ابومسلم خولانیؒ کو یمن بدر کردیا۔

یمن سے نکل کر ایک ہی جائے پناہ تھی یعنی مدینہ منورہ، چنانچہ شرف صحابیت کے جذبۂ صادق سے سرشار ایک عاشق رسول دیوانہ وار اپنے ماویٰ وملجا مدینۃ الرسول سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلے لیکن جب مدینہ منورہ پہنچے تو معلوم ہوا کہ آفتاب رسالت روپوش ہوچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرماچکے تھے اور حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ بن چکے تھے، اس پر انہیں صدمہ تو بڑا پہنچا مگر ایمانی استقامت میں ذرہ برابر تزلزل نہیں آیا، انہوں نے اپنی اونٹنی مسجد نبوی کے دروازے کے پاس بٹھائی اور اندر ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھنی شروع کردی۔ وہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ موجود تھے، انہوں نے ایک اجنبی مسافر کو نماز پڑھتے دیکھا تو ان کے پاس آئے اور ان کے نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگے، جب وہ نماز سے فارغ ہوگئے تو ان سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟

حضرت مسلم خولانیؒ نے جواب دیا: یمن سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوراً پوچھا: اللہ کے دشمن (اسود عنسی) نے ہمارے ایک دوست کو آگ میں ڈال دیا تھا اور آگ نے ان پر کوئی اثر نہیں کیا تھا بعد میں ان صاحب کے ساتھ اسود نے کیا معاملہ کیا؟

حضرت ابومسلم خولانیؒ نے فرمایا: ان کا نام عبداللہ بن ثوب ہے، اتنی دیر میں حضرت عمرؓ کی فراست کام کرچکی تھی، انہوں نے فوراً فرمایا: میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ ہی وہ صاحب ہیں؟

حضرت ابومسلم خولانیؒ نے جواب دیا: جی ہاں!

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرط مسرت ومحبت سے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور انہیں لے کر خلیفۂ رسول حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں پہنچے، انہیں صدیق اکبرؓ اور اپنے درمیان بٹھایا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ کے اس شخص کی زیارت کرادی، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا۔

(حلیۃ الاولیاء، ج:۲، ص:۱۵۰)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء کا پس منظر و ثمرات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ہر تین ماہ بعد گل بہار لان بہادر آباد میں عظیم الشان ”تحفظ ختم نبوت سیمینار“ منعقد کیا جاتا ہے، جس میں جید علماء کرام عقیدۂ ختم نبوت پر لیکچر دیتے ہیں اور شہر بھر سے علماء کرام، وکلاء، تاجر حضرات، کارکنان ختم نبوت اور کالجز، یونیورسٹیز کے طلبا کے علاوہ خواتین بھی شرکت کرتی ہیں۔ ۲۲ ستمبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اس سیمینار میں خطاب فرمایا تھا جسے مولانا بلال احمد صاحب نے قلم بند کیا۔ اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

ضبط و تحریر: مولانا بلال احمد (آخری قسط) خطاب: حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

قومی اسمبلی کی کارروائی کو ہم نے سمجھ لیا کہ قادیانی اس کو کسی قیمت پر نہیں چھاپیں گے، ہم نے اس کو سمجھ لیا کہ گورنمنٹ اس کو تقسیم نہیں کر رہی، اب ایک مرحلہ باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کو شائع کرے۔

برادران عزیز! ہمارے قاضی صاحب موجود ہیں، بھائی انور صاحب اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے انٹرنیٹ سے اس کا ایک ایک ورق نکالا، ہمارے سپرد کیا، ہم نے اس کو پڑھنا شروع کیا، حق تعالیٰ نے کرم کیا، سال بھر ہمارا دن رات تو اچاٹ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ توفیق کے ساتھ، حق تعالیٰ نے اپنے کرم کا معاملہ کیا۔

میرے بھائیو! اس کارروائی کو دیکھیں، میں دیانت داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ جگہ جگہ پر مرزا ناصر احمد معافی مانگتا، ہاتھ جوڑتا ہوا نظر آتا ہے، اس کارروائی میں مرزا ناصر احمد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی نظر آتی ہیں، ششدر، مخبوط الحواس، فبہت الذی کفر کا مصداق بنتا نظر آتا ہے، کہیں اس کی بولتی بند ہو رہی ہے، ایسی کیفیت کہ مرزا ناصر احمد وہ بے چارہ چلنا چاہتا ہے چل نہیں سکتا، بار بار معذرتیں کرتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی، ایک ایک سیشن میں بائیس بائیس گلاس پانی کے پیتا ہے، اس طرح اس کی یہ کیفیت ہے....

۶، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی درمیانی رات جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کو پیغام بھیجا کہ حضرت مفتی صاحب آپ مہربانی فرمائیں تین چار ساتھی لے کر آپ آجائیں تین چار ہم گورنمنٹ کے، پرائم منسٹر ہاؤس کے اندر بیٹھ جاتے ہیں، باہمی میٹنگ کر لیتے ہیں، ہم نے قوم کے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے۔ ۷ ستمبر کو ہم فیصلہ کا اعلان کریں گے کل سات ستمبر ہے، آج آپ آجائیں۔ ایسا نہ ہو کہ کل ہم وہاں کوئی قرارداد پیش کریں، آپ کہیں یہ یوں نہیں یوں، یہ عبارت یوں نہیں ہونی چاہئے، ہم کہیں یوں نہیں یوں اختلاف کا شکار ہو جائیں تو اس کے بجائے بہتر ہے کہ بیٹھ کر آپس میں ایک متفقہ مسودہ کے اوپر جمع ہو جائیں تاکہ ادھر کل اسمبلی میں قرارداد پیش ہو ادھر ممبران ہاتھ کھڑا کریں، ادھر نعرے لگے ختم نبوت، ہر کوئی اپنے اپنے گھروں کو....

آپ بھی گھروں کو جانا چاہتے ہیں تو پھر نعرہ لگا دیں تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد، تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد، یہ در و دیوار بھی آپ کے، میرے ایمان کی گواہی دیں گے اور بلند آواز سے تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد۔

میرے بھائیو! حضرت مولانا مفتی محمودؒ، آپ کے ساتھ مولانا شاہ احمد نورانی“ ان کے ساتھ پروفیسر غفور، ان کے ساتھ چوہدری ظہور الٰہی، ادھر جناب بھٹو ان کے ساتھ عبدالحفیظ پیرزادہ، ان کے ساتھ مولانا کوثر نیازی، ان کے ساتھ افضل چیمہ، چار آدمی ان کے، چار ہمارے، میں نے پہلے کہا: ”حسن وہ جس کا سوکن کو بھی اعتراف ہو“ جناب بھٹو بلا کا ذہین آدمی مجلس ناک کا بادشاہ، انہیں معلوم تھا ”گفتگو“ کے دوران جو فریق بھاری ہوگیا آخر تک اس کا پلہ بھاری، جو دب گیا وہ آخر تک دبا رہے گا۔ اس فارمولے کو سامنے رکھ کر بیٹھتے ہی بھٹو صاحب نے حضرت مفتی صاحب پر چڑھائی شروع کی۔

۲۹ مئی کا واقعہ تھا، جو گزرا، جولائی گزرا، اگست گزرا اب ستمبر کی چھ تاریخ، تین مہینے سے بھی زیادہ وقت تین مہینہ سات دن ہوگئے تھے تو بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! تین مہینے ہوگئے، جلوس نکل رہے ہیں، کارخانے بند، فیکٹریاں بند، طلبا جلوس نکال رہے ہیں، اسکول، کالجز، یونیورسٹیوں کی چھٹی ہوگئی، تین مہینے ہوگئے نیشنل اسمبلی کوئی قانون سازی نہیں کر سکی، مساجد و مدارس دن رات جلسوں کے ہنگاموں کی نذر ہوگئے ہیں تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا آپ مولوی صاحبان نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی؟

اب بھٹو صاحب وہ شعلہ جوالہ کیا جناب آگ کے انگارے برسا رہے ہیں، لگے ہوئے ہیں۔ ادھر حضرت مفتی صاحب زیر لب مسکرا بھی رہے ہیں اور بیٹھے ہیں، برف پگھلنے میں نہیں آرہی، مجال ہے کہ کوئی غصہ آئے۔ اب ان کی بات ختم ہوئی تو مفتی صاحب نے مسکرا کر کہا: بھٹو صاحب! اب گفتگو تو بعد میں آگے چلائیں گے، میں آپ سے ایک وضاحت پوچھنا چاہوں گا، اگر آپ پسند فرمائیں، مجھے اجازت ہو؟ بھٹو صاحب نے کہا: جی حضرت! فرمائیے اس میں کیا بات ہے؟

حضرت مفتی صاحب نے کہا: میری اطلاع یہ ہے کہ کل آپ کے یہاں آپ کے گھر حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی آئے تھے، کیا یہ میری اطلاع صحیح ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا: میری اطلاع یہ ہے کہ مولانا غوث ہزاروی کی آپ کی اہلیہ پاکستان کی خاتون اول محترمہ نصرت بھٹو کے ساتھ علیحدگی میں ملاقات ہوئی تھی کیا میری یہ اطلاع صحیح ہے؟ بھٹو صاحب نے کہا: بالکل صحیح ہے۔ مفتی صاحب نے کہا: بہت اچھا، میری اطلاع ہے مولانا غلام غوث ہزاروی کے پاس مرزا قادیانی کی اوریجنل کتابیں تھیں، آپ سب حضرات جانتے ہیں کہ نصرت بھٹو ایرانی نژاد تھیں اور وہ شیعہ فیملی سے تعلق رکھتی تھیں تو مولانا غلام غوث ہزاروی، مرزا قادیانی کی کتابیں لے کر گئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ملعون نے سیدہ فاطمہؓ کے متعلق یہ اہانت کی، سیدنا حسینؓ کے متعلق یہ کہا، سیدنا حسنؓ کے متعلق یہ بک بکا را کیا، سیدنا علی المرتضیٰؓ کی یہ اہانت کی، سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کو تبرے بولے، وہ کتابیں دکھائیں؟ بھٹو صاحب نے کہا آپ کی اطلاع صحیح ہے۔ مفتی صاحب نے فرمایا: بہت اچھا، اب میں وضاحت یہ چاہوں گا کہ آپ مہربانی کرکے ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ مولانا غلام غوث ہزاروی کے جانے کے بعد نصرت بھٹو نے آپ کو آکر کیا کہا تھا؟

اب بھٹو صاحب ایک دفعہ تو ششدر ہوئے اور انہوں نے اس وارفتگی کی کیفیت میں ایک ایسی عجیب وغریب بات کہہ دی، کہنے لگے: مفتی صاحب! بیوی میری، خبریں آپ کے پاس؟ گھر سے میں آیا ہوں پیغام آپ لائے؟ مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: بھٹو صاحب! اس میں تعجب کی کیا بات ہے، آپ ہمارے بھائی، نصرت ہماری بہن! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ بتائیں کہ کہا کیا؟ اس نے کہا: کہنا کیا تھا، ادھر مولانا غلام غوث ہزاروی سے ملاقات ہوئی واپس آئی وہ تو آدھی مولویانی بن گئی تھی، مفتی صاحب بس! اس نے مولانا غلام غوث ہزاروی کو الوداع کہا، پورچ تک گئی وہاں گاڑی میں بٹھایا واپس آئی دوڑتی ہوئی زور سے آکر میری میز پر مکا مارا اور مکا مار کر مجھے کہا: زلفی!...

اس میں بھی کوئی تعجب کی بات نہیں میاں بیوی ایک دوسرے کو ایسے کہہ دیتے ہیں، آپ کے ساتھ ایسے نہیں ہوتی؟ روز ہوتی ہے سب کے ساتھ ہوتی ہے میرے ساتھ بھی ہوتی ہے، اس میں کیا تعجب کی بات ہے میاں؟ بس اتنی بات ہے میں نے اپنی بتا دی آپ اپنی بتاتے نہیں ورنہ ہوتی سب کے ساتھ ہے.... اللہ آپ کو مسکراتا رکھے.... کہو میرے ساتھ تاج وتخت ختم نبوت، زندہ باد....

میرے بھائیو! بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! وہ میرے پاس آئی اور آکر بڑے زور کے ساتھ میز کے اوپر مکا مار کر مجھے کہا: زلفی! میں مرزا قادیانی کی کتابوں کو دیکھ کر آئی ہوں، یہ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں، یہ تو سادات کی، اہل بیت کی اہانت کرتے ہیں، وقت ضائع نہ کرو قادیانیوں کو کافر قرار دو۔

میرے بھائیو! میں آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی خاتون اول نے کیا کہا؟ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کون؟ کافر... بولتے نہیں ہو؟ زور سے جواب دو، آپ کو مسئلہ یاد ہو جائے گا۔

تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اچھا میرے ملک کی خاتون اول کہتی ہیں کہ قادیانی کافر ہیں، اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ میرے ملک کا پرائم منسٹر کیا کہتا ہے کہ قادیانی کون ہیں؟ ساتھ ہی مفتی صاحب نے کہہ دیا کہ جواب دینے سے پہلے سوچ لینا کہ میں نے باہر نکلتے ہی پریس کو اپنا سوال بھی بتا دینا ہے، تمہارا جواب بھی بتا دینا ہے۔

اب بھٹو صاحب! ان کو ذرا جوش آیا کہتا ہے کہ مفتی صاحب! میں بزدل ہوں؟ میں امت کے ساتھ نہیں ہوں؟ میں بھی قادیانیوں کو کافر کہتا ہوں۔

مفتی صاحب مسکرائے فرمایا: اچھا، میرے ملک کی خاتون اول بھی کہتی ہے کہ قادیانی کافر ہیں، میرے ملک کا پرائم منسٹر بھی کہتا ہے کہ قادیانی کافر ہیں، کراچی سے خیبر تک عوام بھی کہتے ہیں قادیانی کافر ہیں۔ ایک جناب بھٹو صاحب! ہیں تین مہینے ہوگئے کہ فیکٹریاں بند، کارخانے بند، تین مہینے ہوگئے طلبا جلوس نکال رہے ہیں، کالج یونیورسٹیاں بند، تین مہینے ہوگئے قانون سازی نہیں ہو رہی۔ جناب بھٹو صاحب! اتنی ضد پر ہیں نہ وہ عوام کی مانتے ہیں نہ خاتون اول کی مانتے ہیں نہ پرائم منسٹر کی مانتے ہیں، میں پوچھ سکتا ہوں جناب بھٹو صاحب آپ سے کیا: آپ نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ پاکستان کی ترقی نہیں ہونے دینی....؟

میرے بھائیو! اب بھٹو صاحب سمجھے کہ مفتی صاحب نے تو میری بات پلٹ دی، میری گفتگو کا جو میں انگارے اگل رہا تھا اس کا انہوں نے خاک اثر۔

لیا۔اب بھٹو صاحب نے کہا: اچھا مفتی صاحب! چھوڑتے ہیں اس بحث کو فرمائیں، اصل بات کی طرف آئیں،فرمائیں جی آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ عینک لگائی، کاغذ سامنے رکھا، فرمائیے آپ کے مطالبے کیا ہیں؟ یہ نوٹ کرو پیرزادہ! حضرت مفتی صاحب سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کا خیال یہ ہوگا کہ مفتی صاحب دس مطالبے پیش کریں گے،مطالبات میں تو یہ ہوتا ہے کہ کچھ لو کچھ دو، چار باتیں مانوں گا، چھ منوالوں گا، چھ مانوں گا چار منوالوں گا وہ اس چکر میں، ویسے مجلن ناک کا بادشاہ اسے خیال تھا کہ لفظی ہیرا پھیری میں ان مولوی صاحبان کو ایسا پچھاڑ دوں گا، یہ خیر سے چوکڑی بھول جائیں گے۔

مولانا مفتی محمود صاحب سمجھتے تھے وہ مسکرائے، بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب مطالبے؟ مفتی صاحب نے جواب میں کہا" کچھ بھی نہیں" کچھ بھی نہیں،کا معنی یہ کہ اس کی جتنی پلاننگ تھی اس ایک جملے میں خیر سے دور کردی۔ اس نے نورانی میاں کی طرف دیکھ کر کہا کہ نورانی صاحب! مفتی صاحب کو سمجھائیں کیا کہہ رہے ہیں؟ مفتی صاحب نے فرمایا: بھٹو صاحب! واقعہ یہ ہے کہ کوئی مطالبے نہیں ہیں ہمارے، ہماری تو ایک درخواست ہے کہ دو سطری آئین میں لکھ دیں کہ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر ہیں...

اگر اتنی بات لکھ دی جائے کہ مرزا اور اس کے ماننے والے کافر تو باقی رہا کیا؟ مفتی صاحب کی خواہش یہ تھی کہ چوڑھے چمار، پارسی، ہندو، جہاں اور اقلیتیں ہیں وہاں قادیانیوں کا نام بھی آنا چاہئے، چوڑھوں کے ساتھ جبکہ ذوالفقار علی بھٹو چاہتے تھے کہ مسئلہ کا بیان ہو قادیانیوں کا نام نہ آئے۔ ان کی اپنی مصلحت" تیری پسند جدا، میری پسند جدا" وہ اپنے داؤ پر ان کی اپنی سوچ، اب بھٹو صاحب نے کہا: مفتی صاحب! آج مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا، آپ کہتے ہیں یہ کافر، ان کا نام لکھو کافروں میں،کل کوئی اور نبوت کا دعویٰ کرے گا آپ کہیں گے ان کا نام لکھو،تو مہربانی کریں کسی کا نام لکھنے کے بجائے مطلق لکھئے ہیں کہ جو ختم نبوت کا منکر ہے وہ کافر، مفتی صاحب سمجھ گئے کہ بھٹو صاحب کہاں سے بول رہے ہیں؟

مفتی صاحب نے جواب میں کہا: بھٹو صاحب! میرے پاؤں میں کانٹا لگا ہے، میں کہتا ہوں میرا کانٹا نکالو، آپ کہتے ہیں کہ لوہے کی جوتی تیار کرا دیتے ہیں کہ آئندہ کانٹا نہیں لگے گا، مجھے لوہے کی جوتی نہیں چاہئے میرا کانٹا نکالو۔

میرے بھائیو! جس وقت مفتی صاحب نے یہ کہا تو بھٹو صاحب تو خیر سے ڈھیر ہو گئے، اب بولا وہ جو ساتھ میں بیٹھا تھا، عبدالحفیظ پیرزادہ۔ انہوں نے کہا: مفتی صاحب! آئین میں کسی کا نام نہیں ہوا کرتا۔

مفتی صاحب نے کہا: آپ ہمارے وفاقی لاء منسٹر ہیں، آپ کو معلوم نہیں کہ پاکستان کے آئین میں قائداعظم کا نام موجود ہے، آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ آئین میں کسی کا نام نہیں ہوتا؟ اب خیر سے وہ بھی ڈھیر ہوئے....

مولانا کوثر نیازی کو موقع ملا تو یہ! ہماری برادری کا مولوی تھا، اتنا خطرناک اس نے وار کیا: زبان مفتی صاحب کی بولی، تائید بھٹو صاحب کی کی، وہ کہتا ہے: مفتی صاحب! پاکستان کے آئین میں مرزا قادیانی کا نام لکھ کر آپ پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟ کچھ بھی ہو کہ قادیانیوں کا نام نہیں آنا چاہئے۔

لفظ یہ بولے کہ مفتی صاحب کو ٹھنڈ پڑ جائے اور فائدہ یہ اٹھایا کہ بھٹو صاحب کی تائید کی۔ مفتی صاحب آپ پاکستان کے آئین میں مرزا کا نام لکھ کر پاکستان کے آئین کو کیوں پلید کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت مفتی صاحب سمجھ گئے کہ یہ بچو کہاں بول رہا ہے۔ مفتی صاحب مسکرائے اور فرمایا: جناب کوثر نیازی! قرآن مجید میں شیطان کا نام بھی ہے، قرآن مجید میں فرعون کا نام بھی ہے، قرآن مجید میں خنزیر کا نام بھی ہے۔ اگر خنزیر کا نام آنے سے قرآن مجید پلید نہیں ہوا تو مرزا کا نام آنے سے پاکستان کا آئین بھی پلید نہیں ہوگا۔ اب جناب کوثر نیازی بھی خیر سے ڈھیر ہوئے۔ اس کی گردن کا جو سریا تھا وہ بھی مڑا، اس کی گردن نیچے کو ڈھلکی تو بھٹو صاحب نے کوثر نیازی کی طرف خفت مٹانے کے لئے کہا: کوثر نیازی! سوچ سمجھ کر گفتگو کر، تجھے معلوم ہے تیرے سامنے کون بیٹھا ہے؟

میرے بھائیو! مجھے اجازت دو کہ میں اس کی تعبیر یہ کروں کہ گورنمنٹ کے پہلوان بدل رہے ہیں، ہمارا شیر اکیلا میدان میں کھڑا ہے۔

بھٹو صاحب ڈھیر ہوئے، کوثر نیازی ڈھیر ہوا، عبدالحفیظ پیرزادہ ڈھیر ہوا، افضل چیمہ کو تو خیر سے موقع ہی نہیں ملا، یہ بالکل پہلے ہی مفتی صاحب نے میدان مار لیا۔

اب بھٹو صاحب خوب ڈرامائی انداز میں اٹھے اچانک، ان کے ہاتھ کے اندر تین چار کاغذوں پر مشتمل ایک فائل تھی بڑے زور کے ساتھ میز کے اوپر پٹخی تراخ سے اور مفتی صاحب کو کہا: مفتی صاحب! آپ جیتے میں ہارا۔

کوئی اور مولوی صاحب ہوتے پتا نہیں وہ بے چارے پھولے نہ سماتے، میری جیسا کوئی مسکین ہوتا پھولے نہ سماتا کہ وزیر اعظم میرے سامنے شکست مان رہا ہے۔

سامنے تھے حضرت مولانا مفتی محمود، سراپا اخلاص، مولانا مفتی محمود سراپا للّٰہیت۔ اب بھٹو صاحب کھڑے ہیں، مفتی صاحب بھی سامنے جبل

استقامت بن کر کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھٹو صاحب کو دیکھا اور فرمایا: بھٹو صاحب! یوں نہ کہیں کہ میں جیتا آپ ہارے بلکہ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ نہ میں جیتا، نہ آپ ہارے، کفر ہارا ہے، اسلام جیتا ہے۔

میرے بھائیو! میری معروضات ختم ہوئیں، میں آپ دوستوں کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی کا چالیس سال سے متواتر قادیانیوں نے پروپیگنڈا کرکے ہماری کھوپڑی کھائی، انہوں نے ہمارے دماغ کا پانی چاٹ لیا، برابر شور کرتے کہاں ہے وہ قومی اسمبلی کی کارروائی؟ لواب شائع ہوگئی ہے۔

میرے بھائیو! اس کارروائی کا ایک ایک حرف نیشنل اسمبلی کی پراپرٹی ہے، اس کا ایک ایک لفظ قومی دستاویز ہے، اس کا ایک ایک لفظ سرکاری طور پر آتھینٹک ہے۔

میں کہتا ہوں کہ سید انور شاہ کشمیریؒ سے لے کر سید محمد یوسف بنوریؒ تک، حضرت شیخ بنوریؒ سے لے کر مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ تک پوری امت کی ڈیڑھ سو سالہ جدوجہد کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں کامیابی سے نوازا ہے اور چالیس سال سے جو قادیانی کہہ رہے تھے کہاں ہے کارروائی؟ آج اللہ نے ہمیں موقع دیا کہ ہم ڈنکے کی چوٹ پر انہیں کہہ سکیں کہ لو! ہم نے تمہارا قرض اتار دیا، اب یہ کارروائی کیا آئی ہے ایک ایک لفظ اللہ کی طرف سے قادیانیت کے لئے اتمام حجت ہے انشاء اللہ یہ جتنی آگے پھیلے گی، جتنی یہ آگے چلے گی، قادیانیت انشاء اللہ اتنی سمٹے گی اور میں کہتا ہوں: جتنی قادیانی سعید روحیں اس کتاب کو پڑھ لیں گی وہ کبھی قادیانی نہیں رہ سکتیں۔ اس لئے کہ میں دیکھتا ہوں کہ کوئی صفحہ ایسا نہیں جاتا جہاں پر مرزا ناصر احمد کو گرگٹ کی طرح اپنے رنگ نہ بدلنے پڑیں۔ کل بھی حق جیتا تھا، آج بھی حق جیتا ہے، کل بھی کفر ہارا تھا، آج بھی کفر ہارا ہے۔ بس اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اقول قولی هذا استغفر الله لی ولکم ولسائر المسلمین.

☆☆..................☆☆

بانیٔ پاکستان کی وفات

مولانا عبدالرشید ارشد لکھتے ہیں کہ: راقم خیر المدارس میں ابتدائی کتب پڑھتا تھا کہ بانیٔ پاکستان کی وفات ہوئی اور حضرت الاستاذ مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ نے مدرسہ میں نوٹس بورڈ پر اعلان لکھ کر لگایا کہ بانیٔ پاکستان محمد علی جناح گورنر جنرل پاکستان کی وفات پر مدرسہ میں چھٹی کی جاتی ہے تاکہ سب طلباء و اساتذہ ان پر ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کریں۔

اس سے اگلا جمعہ میں نے حسب معمول حسین آگاہی مسجد میں پڑھا۔ حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے بانیٔ پاکستان کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا، میں محسوس کر رہا تھا کہ بلکہ سب ہی سامعین محسوس کر رہے تھے کہ مولانا بانیٔ پاکستان کی وفات پر خاصے دل گرفتہ ہیں۔ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:

”تحریک پاکستان کے وقت ہمارا (مجلس احرار اسلام) کا مسلم لیگ سے اختلاف تھا اور یہ اختلاف ایسا تھا جیسا سفر کرتے وقت ایک خاندان میں ہوتا ہے کہ سفر کس سواری پر کیا جائے؟ ٹرین پر، بس پر یا پھر کار میں اور اس پر خاصی بحث ہوتی ہے۔ بالآخر خاندان کے ایک بڑے آدمی نے کہا کہ ہم کار پر چلتے ہیں، ہماری کار بہت اچھی ہے، اس میں سارے افراد سما جائیں گے اور تمہیں معلوم ہے کہ میں گاڑی چلانے میں خاصا ماہر و مشاق ہوں، میں خود گاڑی چلاتا ہوں۔ کثرت رائے سے یہی فیصلہ ہوا کہ کار پر سفر کیا جائے۔ سفر شروع ہوگیا، لیکن منزل پر پہنچنے سے پہلے اس بڑے آدمی کا جو کار چلا رہا تھا انتقال ہوگیا۔ باقی سب افراد گاڑی چلانے میں اناڑی ہیں، اتنے تجربہ کار نہیں اور کار چلانے والے کا انتقال بھی ایسی جگہ اور ایسی صورت حال میں ہوا کہ کھانے پینے کی اشیاء کی بھی کمی ہے، قریب کوئی جگہ بھی نہیں اور یہ جگہ بھی خطرناک، تو ایسی صورت حال میں سب ہی پریشان ہوں گے۔

پاکستان ابھی نیا نیا بنا ہے اور بہت سے مسائل کا اسے سامنا ہے، سب سے گھمبیر مسئلہ کشمیر اور مہاجرین کی آبادکاری کا ہے۔ کون سا دل ہے جو ان حالات میں بانیٔ پاکستان کی وفات پر غمزدہ اور رنجیدہ نہیں ہوگا اور کون سی آنکھ ہے کہ جس سے آنسو نہ نکلیں؟“

مولانا جالندھریؒ نے پاکستان کے پریشان کن مسائل کا تجزیہ کیا اور اس دلگیر لہجے میں کہا کہ خدا کی مشیت و مرضی کے آگے انسان بیچارا اور بے بس ہے، اللہ تعالیٰ پاکستان کو صحیح سمت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور بانیٔ پاکستان کی مغفرت فرمائیں اور اختلاف کے متعلق اور بھی کئی مثالیں دیں۔ ایک مثال گھر بنانے کی دی کہ بناتے وقت گھر کا ہر فرد اپنی رائے دیتا اور نقشے میں تبدیلی کا اظہار کرتا ہے، لیکن جب مکان ایک فیصلے اور نقشے کے مطابق بن جاتا ہے تو سب خوش ہوتے ہیں اور ہنسی خوشی اس گھر میں رہتے ہیں، پھر کوئی نہیں کہتا کہ اس مکان کو گرا کر نئے سرے سے بناؤ، بلکہ مکان کی آرائش و زینت کے لئے اب سب افراد اپنی اپنی رائے دیتے ہیں...۔ (بیس مردان حق ۲/۲۳۳)

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

رپورٹ سالانہ ختم نبوت کانفرنس، چناب نگر

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ میں ۳۲ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ۲۴، ۲۵؍ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز جمعرات، جمعہ منعقد ہوئی۔ کانفرنس کا آغاز صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی دعا سے ہوا۔ کانفرنس کی کل پانچ نشستیں ہوئیں۔

پہلی نشست کی صدارت الحاج قاضی فیض احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ نے کی۔ تلاوت حافظ مہتاب احمد معلم مدرسہ ختم نبوت مسلم کالونی نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا صاحبزادہ خلیل احمد سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف تھے۔

پہلی نشست سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین حافظ عبدالوہاب حافظ آباد، مولانا مختار احمد مبلغ تھرپارکر، مولانا مفتی محمد طاہر مکی ٹنڈو آدم سندھ، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا محمد خبیب ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا قاضی عبدالخالق مظفر گڑھ نے خطاب فرمایا۔ نعتیہ کلام حافظ محمد شریف نگینن آبادی، محمد ابوبکر پشاور نے پیش کیا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا ضیاء الدین آزاد ناموس کانجن، مولانا محمد قاسم رحمانی نے سرانجام دیئے۔ یہ اجلاس الحاج قاضی فیض احمد کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس بعد نماز ظہر منعقد ہوا۔ صدارت مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے کی تلاوت ونعت قاری عمار ظفر چیچہ وطنی، نعت حافظ محمد شریف نگینن آبادی، مولانا محمد قاسم گجر لاہور نے پیش کی۔ مولانا محمد قاسم گجر نے خوب سماں باندھا۔

اس نشست سے مولانا محمد اسلم نفیس مبلغ خوشاب، مولانا مفتی عظمت اللہ بنوں، مولانا محمد یوسف خان جامعہ اشرفیہ لاہور، مولانا حبیب اللہ نقشبندی جھنگ، مولانا اشرف علی راولپنڈی، مولانا قاری خلیل احمد بندھانی سکھر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی نے خطاب کیا۔ اس نشست میں خصوصی خطاب مولانا ممتاز احمد کلیار جڑانوالہ کا ہوا، جنہیں خوب داد ملی۔ اس نشست میں اسٹیج سیکریٹری مولانا محمد علی صدیقی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی تھے۔

بعد نماز عصر سوال وجواب کی نشست منعقد ہوئی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے تحریری سوالات کے جوابات دیئے۔ یہ نشست کانفرنس کی جان ہوتی ہے قادیانی، مسلمانوں کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرتے رہتے ہیں۔ کانفرنس کے موقع پر رفقاء انہیں تحریری طور پر بھجواتے ہیں۔ مولانا ان کے تسلی بخش جوابات دیتے ہیں۔

محفل ذکر:

خانقاہ قادریہ راشدیہ شیرانوالہ گیٹ لاہور کے سجادہ نشین، انجمن خدام الدین لاہور کے امیر مولانا میاں محمد اجمل قادری نے سلسلہ قادریہ کے مطابق جہری ذکر کرایا۔ حضرت میاں صاحب کی دعا سے ہر آنکھ اشکبار تھی۔

تیسری نشست:

بعد نماز عشاء منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ تلاوت قرآن مجید کی سعادت قاری محمد عثمان ماکلی ساہیوال نے حاصل کی۔

مہمانان خصوصی:

پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری چیچہ وطنی، مولانا قاضی مشتاق احمد راولپنڈی، مولانا عبدالرؤف اسلام آباد، حاجی عبدالرشید رحیم یار خان، قاری جمیل الرحمن اختر لاہور، مولانا محمد عبداللہ بھکر اور مولانا رشید احمد لدھیانوی رحیم یار خان تھے۔

یہ نشست کانفرنس کا حاصل ہوتی ہے۔ کانفرنس کا وسیع عریض ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، حافظ محمد شریف نگینن آبادی نے نعت پیش کی۔ مولانا عبدالمالک خان منصورہ، مولانا عبدالغفور حیدری سینیٹر، مولانا محمد ایوب خان ڈسکہ، تنظیم اسلامی کے نمائندہ ڈاکٹر عبدالسمیع، جمعیت اہل حدیث کے مرکزی نائب امیر حافظ زبیر احمد ظہیر، شیخ قیصر محمود آف جاپان، معروف دانشور اور کالم نگار ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی، متحدہ جمعیت اہل حدیث کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ساہیوال، مولانا تاج محمودؒ کے جانشین صاحبزادہ معشر محمود، جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے شیخ الحدیث ومہتمم مولانا مفتی محمد طیب، جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم اطلاعات مولانا محمد امجد خان، مجلس رحیم یار خان کے مبلغ مولانا محمد

راشد مدنی، مجلس سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی، بلبل سندھ مولانا عبدالحمید لنڈ، مولانا مفتی محمد ضیاء مدنی فیصل آباد نے خطاب کیا۔ آخری بیان جمعیت علماء اسلام خیبر پختونخواہ کے راہنما مولانا مفتی کفایت اللہ مانسہرہ کا ہوا جو صبح چار بجے تک جاری رہا۔ نعت حافظ ابوبکر کراچی، طاہر بلال چشتی، چوکیروی برادران نے پیش کی۔ اس اجلاس کی اختتامی دعا مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ امیر مجلس لاہور نے کی۔

درس قرآن کریم:

۲۵ر اکتوبر ۲۰۱۳ء صبح کی نماز کے بعد مولانا میر محمد میرک خیر پور میرس کا درس ہوا، جسے غور سے سنا گیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امراء کا انتخاب:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس ۲۵ر اکتوبر ۲۰۱۳ء، ۹ بجے صبح جامع مسجد کے ہال میں امیر مرکزیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، مجلس کے نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے اراکین عمومی کا خیر مقدم کیا اور مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ نے مجلس کی تاریخ پیش کی اور فرمایا کہ مجلس کے تقریباً پانچ سو اراکین میں سے خیبر پختونخواہ کے ۱۰۵ اراکین نے نائب امراء کے لئے شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کا نام پیش کیا ہے، تمام حاضرین نے تائید کرتے ہوئے انہیں تین سال کے لئے دوبارہ منتخب کرلیا۔ یوں متفقہ طور پر مذکورہ بالا حضرات مجلس کے مرکزی نائب امیر منتخب ہوگئے۔

چوتھی نشست:

کی صدارت جمعیت علماء اسلام کے مرکزی سرپرست اعلیٰ مولانا محمد عبداللہ بھکر نے کی۔ تلاوت قاری مسعود احمد آبائی فاروق آباد اور قاری احسان اللہ فاروقی لاہور نے کی۔ سندھ سے خوش الحان خطیب مولانا احمد حسن خان پور چاکر، لاڑکانہ مجلس کے کنوینر مولانا مسعود احمد سومرو، پیر شریف سندھ کے چشم و چراغ مولانا عبدالمجیب قریشی اور مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم کے بیانات ہوئے۔ نعت سید سلمان گیلانی، قاری آصف رشیدی نے پیش کی۔

خطبہ جمعہ و امامت:

جمعۃ المبارک سے قبل عربی خطبہ اور جمعہ کی امامت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خیبر پختونخواہ نے سرانجام دیئے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاضی احسان احمد اور مولانا محمد علی صدیقی نے سرانجام دیئے۔

مہمانان خصوصی:

پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم، حضرت اقدس مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، مولانا عبدالغفور قریشی ٹیکسلا، مولانا مفتی محمد حسن لاہور تھے۔

آخری نشست:

جمعۃ المبارک کی نماز کے بعد منعقد ہوئی، جس کی صدارت حضرت الامیر دامت برکاتہم نے کی۔ ہدیہ نعت قاری آصف رشیدی اور سید سلمان گیلانی نے پیش کیا اور اتحاد اہل سنت پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس گھمن نے خطاب کیا اور آخری خطاب قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن مدظلہ کا ہوا۔ مولانا نے ملکی اور سیاسی حالات پر فاضلانہ خطاب کیا۔ مولانا کے خطاب کے دوران ہال میں سناٹا طاری تھا۔ مولانا نے کہا کہ آپ لوگ تصور نہیں کرسکتے کہ سیاست کے ایوانوں میں ہمیں کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اگر آپ لوگ ہمارا تعاون نہیں کرسکتے تو ہماری پیٹھ میں چھرا بھی نہ گھونپا کریں۔ مولانا سمیت تمام مقررین نے اس عزم کا اظہار کیا کہ ہم آخری سانس تک پوری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری اور ناموس رسالت کی حفاظت کا فریضہ جاری رکھیں گے، ایک مرتبہ پھر تجدید عہد کا اعلان کیا۔

مولانا اللہ وسایا کی دستار بندی:

شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی عظیم الشان خدمات احتساب قادیانیت کی ۵۳ جلدوں کی ترتیب و تدوین، ۱۹۷۴ء کے قومی اسمبلی کے عظیم الشان فیصلہ کی تحقیق و تدوین پر ان کی دستار بندی حضرت الامیر دامت برکاتہم اور قائد جمعیت کے ہاتھوں ہوئی۔

مولانا فضل الرحمن کی خدمت میں:

قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ قائد تحریک ختم نبوت مدظلہ نے حضرت مولانا فضل الرحمن کو پیش کی، جس کا سامعین نے نعروں کی گونج میں خیر مقدم کیا۔

۲۵،۲۴ر اکتوبر کی درمیانی شب میں قادیانی جماعت کے لاٹ پادری مرزا مسرور احمد کے رضاعی بھتیجا شمس الدین کی تقریر کو کانفرنس ہال اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پوری دنیا میں توجہ کے ساتھ سنا گیا۔

کانفرنس کی اختتامی دعا:

حضرت الامیر دامت برکاتہم کے حکم پر مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ نے کرائی اور یوں یہ کانفرنس خیر و عافیت کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے سرانجام دیئے۔

☆☆..........☆☆

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی ہمارے نوجوانوں کو ورغلا کر مرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخریں صلی اللہ علیہ وسلم، سیرتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیاں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا کے علاوہ دنیا کے کئی ممالک میں بھی جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائٹل | کمپیوٹر کتابت | عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے ۔ بنائیے ○ اشتہارات دیجیے ○ مالی امداد فراہم کیجیے